٧٨٦

ثمرۃ المکاشفہ

یعسوب الدین منشی

سیکنڈ ڈویژن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اوجب الزکوة علی عبادہ الاغنیاء لاراحة اموالہم ورفاعة درجاتہم وتزکیة ابدانہم وترقیة احوالہم وابقاء غنائمہم وادفاع بلیاتہم والصلوة والسلام علی محمد سید الانبیاء الذی امرہم بتحصین الاموال فی حصن الزکوة عن ایادی الحادثات وحفظ الاشیاء باعطاء الصدقة مساکین المومنین والسادات وعلی آلہ النجباء واصحابہ السعداء اما بعد چونکہ اس زمان سست بنیان بخل و امساک طوامان مین اغنیا دوران خصوص اہل دول ہندوستان بیچ ادا کرنے زکوة وخمس اور دیگر تصدقات واجبہ وسنتیہ اور بجا لانے خیرات ومبرات کی بخل و امساک کرتے ہین اور بایں سبب اکثر مومنین وسادات سلسلہ احتیاج اور ربقہ تنگدستی وافلاس مین پابند وگرفتار اور اغنیا وامرا حقوق الٰہیہ کے ذمہ دار اور عذابات آخرویہ کے سزاوار رہتے ہین لہٰذا اس عاصی پر معاصی خاک پائی مومنین باقر علی ابن آقا علی ابن آقا عوض علی کمترین شاگردان وکہترین متعلمان جناب قدسی اساس عالم عامل فاضل کامل افضل الفضلا اکمل الکملا افقہ الفقہا احفظ الحفظا اقرا القراء جناب مولانا ومقتدانا استاذنا حافظ قاری مولوی سید جعفر علی صاحب ادام اللہ تعالی ظل جلالہ

علی رؤس المومنین و السادات اپنے یوم الثنا دسنے یہ رسالہ بزبان اردو بیچ مقدمات خمس زکوٰۃ
اور ثواب و عقاب دہندگان و نادہندگان تصدقات کے ہدایۃ الاغنیاء المومنین لکھا کہ وسیلہ
نجات کا بروز حساب و کتاب گرداناوہ اللہ ولی التوفیق و علیہ التکلان اور نام اس رسالہ کا
تنبیہ الاغنیاء رکھا اور مرتب کیا اسکو ایک مقدمہ اور تین مطلب اور ایک خاتمہ پر
مقدمہ مشتمل ہے چند فواید پر **فائدہ** اول بیچ بیان ماہیت زکوٰۃ کے جاننا چاہیے
کہ زکوٰۃ کے معنے لغت مین طہارت اور نمو اور افزونی کے ہین اور شرع مین نام ہی ایک حق کا جو
واجب ہوتا ہے مال مین جبکہ پہونچے وہ مال حد نصاب مقررہ کو **فائدہ** دوسرا زکوٰۃ کی ثبوت مین
کتاب اور سنت اور اجماع سے اما اول پس فرماتا ہے خدا تعالے واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ
یعنی برپا رکھو نماز کو اور دو تم زکوٰۃ کو و ویل للمشرکین الذین لا یوتون الزکوٰۃ یعنی ویل ہے اون
مشرکین کے لئی جو نہین دیتے ہین زکوٰۃ کو واما ثانی پس کافی مین عبداللہ ابن سنان سے روایت ہے
کہ جب آیہ خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم نازل ہوا اور وہ مہینہ تہا ماہ مبارک رمضان کا
پس جناب رسولخدا نے شہر مین منادی کرائی کہ تم سب لوگون پر خداوند عالم نے زکوٰۃ کو مثل
نماز کے واجب کیا ہے اور فقط طلا اور نقرہ اور شتر اور بقر اور گندم اور شعیر اور مویز اور تمر مین
اسکو فرض کیا اور سوای ان اشیاء مذکورہ کے اور سب چیزون مین اپنے فضل و کرم سی زکوٰۃ
کو معاف فرمایا ہے اور وہ جناب یہ حکم سنوا کر خاموش ہو رہے تا آنکہ سال تمام ہوا اور دوسرا
ماہ مبارک رمضان داخل ہوا پس سب اہل اسلام نے روزے رکھے اور زکوٰۃ فطر کو دیا من بعد
پھر اوس عالیجناب نے سب کو حکم دیا کہ اب تم سب بحکم خدا زکوٰۃ اپنے مال کی دو اور عمل
واسطے تحصیل مال زکوٰۃ کے مقرر کئے اور بہی کافی مین اوس جناب سے ماثور ہے کہ آپنے
فرمایا حصنوا اموالکم بالزکوٰۃ یعنے حصار امن و امان مین کرو اپنے مالون کو سات دینے زکوٰۃ
کے واما ثالث پس اتفاق ہے کافہ اہل اسلام کا کہ زکوٰۃ واجب ہے اور اوسکی وجوب مین
کسیکو خلاف نہین اور وجوب اوسکا ثابت ہے جمیع امصار مین غرض کہ جسنے اپنے مال کی

مار میرا ہی بیچ مین ہین اوسکو چہوڑ گیا تہا لوگون نے اوسکی مغز سخن کو نہ پاکر اور اوسکی بات کو
نہ بوجہکر اس کلام کو اوسکی معمول بجنون کیا اوسنے کہا کہ تم اوسکو کہولو تو مین قدرت خدا
تمکو دکہلاؤن القصہ جب اوسکے دروازہ کو کہولا تو دیکہا کہ ہمیانی اشرفیون کی اوس مین
دہری ہے اور نہ سانپ ہی نہ اژدہا اس شخص نے اوسکو اوٹہالیا اور سب سرگذشت اپنی
اون سے بیان کی سب نے تعجب کیا اور جانا کہ نہ دینا زکوٰۃ کا تمام رنج ہی اور دینا اوسکا بجائے مار گنج

حکایت تیسری ایک چور وقت شب مال مزکے ایک شخص کا چُرا کر لیچلا اثناء راہ مین
تہک کر اوس اپنے باری کو ایک دیوار شکستہ خانہ مسمار و منہدم پر بنا بر استراحت رکہدیا
پس دست قضا نے اوس بار گران کو پس دیوار لغزش دی بار تو اوسطرف چلا اور اسطرف
حلقہ رسن بار کا چور کی گردن مین مثل طوق کے آن پڑا پس مار تو اوسطرف لٹک گیا
اور چور اسطرف لٹک کر مر گیا صبح کو صاحب مال چور کا کہوج لگاتا ہوا پہنچا تو دیکہا کہ
ایکطرف دیوار کی مال کا بار ہے اور دوسری طرف چور قصاص مین گرفتار ہی جانا
اوسنے کہ یہ ثمرہ اداے زکوٰۃ کا ہے + + + + + + + + + + + +

حکایت ایک کشتی بسبب زیادتی اثقال و گرانی اموال دریا مین ڈوبنے لگی
ملاحون نے کچہ کچہ اسباب اہل کشتی کا دریا مین پہینکر اوسکو سبک کیا ایک شخص
کے کٹہری کہ جسمین مال مزکے تہا وہ بہی پہینکدی یہ شخص حیران ہوا کہ مال مزکے کے
تلف ہونیکا کیا باعث غرض کشتی کنارے پر پہونچی اور سبنے اپنا اسباب اوتارا اور
کشتی پانی سے اوبری تو دیکہا کہ رسی اوسکی کٹہری کی کہ جسمین مال مزکے تہا کشتی کی کیل مین
اولجہی ہے اوس شخص نے وہ مال اپنا نکال لیا اور شکر بجالایا اور جانا کہ یہ سبب زکوٰۃ
دینے کا ہے الغرض اگر طالبان مال اور اسیران سلاسل امانی و آمال حدیث مذکور مین غور اور
فکر کرین تو البتہ انکی خاطر نشان ہو کہ صلاح حال اور خیر مال زکوٰۃ کے دینے ہی مین ہے اسواسطے
کہ مال جیسا کہ بیان ہوا زکوٰۃ سے زیادہ ہوتے اور افزایش قبول کرتا ہے اور نقصان اور خسران

مضمون اور محفوظ رہتا ہی اور یہ ہی اہل دول اور صاحبان مال کا مطلب ہی اور زکوۃ کے ادا
نکرنے مین ہمیشہ مال ومنال معرض تلف مین رہتا ہے اور یہ امر اونکی خلاف مدعا ہے
اسواسطی کہ مدعا انکا افزایش اور زیادتی مال ہی اور یہ زکوۃ کے دینی مین حاصل ہی + + +

فائدہ تیسرا بیچ بیان علت وجوب زکوۃ کے یعنی زکوۃ کس سببسے واجب ہوئی پس معلوم ہو
کہ زکوۃ فقط فقرا اور محتاجین کی رفع فقر اور دفع فاقہ اور زوال احتیاج کی واسطے واجب ہوئی ہے جیساکہ
جناب صادق علیہ السلام سے ماثور ہی کہ زکوۃ نہین واجب کی ہی خداوند عالم نے مگر واسطی آزمایش
مالداروں کی اور مدد اور معونت فقرا کیے اور اگر صاحبان مال زکوۃ مال ادا کرتے اور تصدقات دیتی
تو کوئی مسلمان فقیر اور محتاج نہوتا اور نہ کسی مستغنی کے ذمہ پر فرض خدا باقی رہتا اور بہ تحقیق کہ
آدمی فقیر اور محتاج نہین ہوتی مگر بسبب گناہ اغنیا کے یعنی ندینی زکوۃ کے اور لازم ہے خدای
تبارک وتعالی پر یہ کہ منع کرے اپنی رحمت کو اوس شخص سے جو منع کرے حقوق خدا کو اپنی مال سے
اور پھر اوس جناب نے قسم کھا کر فرمایا کہ واللہ نہین ضایع ہوتا کوئی مال نہ بر مین اور نہ بحر مین مگر
بسبب ندینی زکوۃ اور بہ تحقیق کہ احب الناس نزد خدا تعالی وہ شخص ہی کہ جو سب سے سخی زیادہ ہو
اور سخی تر آدمیون کا وہ شخص ہی کہ جو دے زکوۃ کو اور نہ بخل کرے مومنین سے اوس چیز کو کہ
جو خدا نے اوسپر فرض کیا ہی مومنین کیواسطی اوسکے مال مین اور بھی اوس جناب سی
منقول ہی کہ فرض کیا خدا تعالی نے زکوۃ کو جیساکہ فرض کیا نماز کو اور نہین ہی کچھ نقصان کم
جو دی زکوۃ کو علانیہ اور ظاہر اور بہ تحقیق کہ فرض کیا خدا تعالی نے فقرا کے لئے مال اغنیا مین اوس قدر
کہ کافی ہے واسطے اون کے اور اگر جانتا کہ اونکو اسقدر کافی نہوگا تو اور زیادہ کرتا مقدار زکوۃ کو

فائدہ چوتھا بیچ فضیلت زکوۃ کی کافی ہی واسطی فضیلت زکوۃ کی یہ امر کہ خداوند عالم نی آیات قرآنی مین قرین
اور نزدیک کیا زکوۃ کو ساتھ صلوۃ کے کہ جو افضل اعمال ہے اور فرمایا کہ اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ اور گردانا
اوسکو پاک وصاف کرنیوالا اخلاق رذیلہ سے دینی والون کو زکوۃ کے اور طیب اور طاہر
کرنیوالا مال کو اور ناپس ذمیمہ سے جیساکہ فرمایا فرقان مجید مین خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم

یعنی سے تو اون کے مالون مین سی صدقہ نا ظاہر کرے تو اون کو ای آخذ بسبب اس لینے کے اور
ہلک کری تو اون کو بواسطہ صدقہ کے **فائدہ** پانچوان بیچ بیان ثواب اور فوائد صدقہ کے

از انجملہ یکون بھی ہے پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضاعفہ
لہ اضعافا کثیرۃ یعنی کون شخص ہی جو قرض دی خدا تعالیٰ کو قرض حسنہ پس زیادہ کری
خدا اوس مال کو واسطی اوس دینے والیکے اضعاف کثیر اور بہی منقول ہی کہ صدقہ
بچاتا ہے بری موت سے اور دفع کرتا ہی ستر نوع کو انواع بلا سے اور جدا کرتا ہی اوس
ستر شیطان کو اور دور کرتا ہے فقر اور پریشانی کو اور دراز کرتا ہی عمر کو اور دور کرتا ہی
اپنی صاحب سے ستر قسم کی موت بد کو اور دفع کرتا ہے مرض کو اور مصیبت کو اور بچاتا ہے
جلنی اور غرق ہونی سے اور چھت کی نیچی دبنی سی اور جنون سے اور بھی جناب
صادق ع سی منقول ہی کہ فرمایا صبح کرو تم سات صدقہ دینی کے اسواسطے کہ جو مومن
صدقہ دی صبح کو اور ارادہ کرے سات اوسکے اوس چیز کا کہ جو نزدیک خدا کی ہے کم
دفع کری خدا تعالیٰ اوس سے شر اوس چیز کا جو نازل ہو آسمان سی زمین پر اوس روز اور بہی منقول ہے
اوس جناب سے کہ علاج کرو اپنی مرضی کا سات صدقہ کی اور دفع کرو بلا کو سات دعا کے
اور طلب کرو رزق کو سات تصدقات کی بدرستیکہ صدقہ چھڑایا جاتا ہے سات سو
شیطان کے مونہہ سے اور یہ کنایہ ہی اس سے کہ جو شخص تصدق کرتا ہی صدقہ دینی کا
تو سات سو شیطان اوسکی دلمین وسوسہ ڈالتے ہین اور منع کرتے ہین صدقہ دینے سے
اور جب وہ شخص اون کے منع کو نہین مانتا اور صدقہ دیتا ہے تو گویا اوسنی سات سو
شیطان کے مونہہ سے اوسکو چھڑایا اور کوئی چیز شیطان پر صدقہ دینی سے گران تر اور ثقیل تر
نہین ہی اور یہ صدقہ واقع ہوتا ہی ہاتھہ مین خدا تعالیٰ کے پہلے اس سی کہ بندے کے ہاتھہ
مین واقع ہو یعنے جو کچھہ کہ فقیر اور مستحق کو دیا جاتا ہی تو درحقیقت خدا ہی کو دیا جاتا ہی
اور خدا تعالیٰ اجر و ثواب اوسکا دیتا ہے اور منقول ہی کہ مستحب ہے واسطے مریض کے

دیوی سایل کو اپنے ہاتھہ سے اور کہے کہ دعا کر میری واسطے اور بہی اوسی کتاب مین محمد
بن مسلم سے مروی ہی وہ کہتا ہے کہ ایک سفر مین جناب صادقؑ کے ہمراہ مسجد نبوی
مین تہا کہ ناگاہ ایک کنگرہ مسجد کا ایک شخص پر گرا اور قدرت خدا سے وہ کنگرہ اوسکی
پاؤن مین آن پڑا اور کچھہ ضرر اوسکو نہو پہنچا اوس جناب نے فرمایا کہ پوچھو اس سے کہ اسنی
آج کیا کام کیا ہے اوسنی عرض کی کہ جب مین گھر سے چلا تہا تو میری آستین مین ایک
خرما تہا مینی ایک سایل کو وہ دیدیا تہا آپنے فرمایا کہ بسبب اسی کے خدا نے تجہے اس
بلا کو دفع کیا اور بہی جناب ابی الحسنؑ سے منقول ہی کہ ایک مرد تہا بنی اسرائیل مین
اوسکا ایک بیٹا تہا کہ وہ اوسکو نہایت دوست رکھتا تہا اوسنی ایک شب خواب مین
دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ تیرا بیٹا شب دامادی مر جائیگا اس خواب سے اوسکو نہایت
تردد و تفکر ہوا اور جب وہ شب آئی تو اوس شخص کو یقین ہوا کہ آج بیٹا میرا مر جائیگا
اس غم و الم مین وہ سو رہا اور قدرت خدا سے وہ شب اوس لڑکے پر سے بخیر گذر گئی
صبح کو باپ اوسکا اوسکی دیکھنی کو آیا تو اوسکو صحیح و سالم پایا متعجب ہو کر اوس سے
پوچھا کہ کل تو نے کیا عمل نیک اور کار خیر کیا تہا اوسنی کہا کہ سوای اسکی کہ ایک سایل
دروازی پر آیا تہا اور مین نے اوسکو وہ کہانا کہ جو میری واسطے رکہا ہوا تہا اوس وقت
دیا تہا اور کوئی امر نیک مجہسے وقوع مین نہین آیا اوسنی کہا کہ اسی عطا اور بخشش کے سبب
بلا اور مرگ تجہسے دفع ہو گئی اور بہی کافی مین جناب ابی عبد اللہؑ سے منقول ہے کہ
اوس جناب نے فرمایا کہ مابین میرے اور ایک شخص کے کچھہ زمین مشترکہ تہی جب
مینے ارادہ اوسکی تقسیم کا کیا تو وہ شخص چونکہ منجم تہا تو ساعت سعید مین آپ اوس
زمین پر آیا اور نحس ساعت مین مجہی بلایا اور جب اوس زمین کی تقسیم کی تو اچہا قطعہ
میری طرف آیا اور برا ٹکڑا اوسکی طرف گیا وہ شخص نہایت متعجب ہوا آپنے فرمایا
کہ ای شخص تو تعجب کیون کرتا ہے حقیقت مین گہر سے چلا تہا تو صدقہ دیکر چلا تہا اس

سبب سے نحوست اوس ساعت کی تجھسے دور ہو گئی پس صدقہ میرا بہتر ہے تیرے علم نجوم
سے الحاصل یہ تو صدقہ دینے کے فواید دنیویہ تھے اور فواید آخرویہ اوسکے یہ ہین کہ
جناب رسول مقبول سے منقول ہے کہ روز قیامت زمین حرارت آفتاب سے مثل کرہ
نار کے تفتیدہ ہو گیے پس صدقہ اوس وقت مرد مومن کے سر پر آنکر سایہ کریگا اور حرارت
آفتاب سے اوسکو بچائیگا اور بھی جناب صادق علیہ السلام سے منقول ہے وہ حدیث کہ جسکا
حاصل یہ ہی کہ ایک حج بہتر ہے ستر غلام کے آزاد کرنے سے اور صدقہ بہتر ہے ستر حج سے
اور بھی جناب صادق ع سے منقول ہے کہ آپنے عمار ساباطی سے ارشاد کیا کہ اے
عمار تو صاحب مال و ثروت ہی آیا تو زکوٰۃ کو دیتا ہے یا توحق معلوم کو اپنے مال سے نکالتا ہے
آیا صلہ رحم بجالاتا ہے اوسنے عرض کی کہ ہان یا ابن رسول اللہ آپنے فرمایا کہ اے عمار مال فنا ہوگا
اور بدن کہنہ اور بوسیدہ ہوگا اور عمل باقی اور ہمیشہ رہیگا اور جزا دینے والا اعمال کا زندہ ہے
اور موت اور فنا اوسکو نہین ہے پس جو چیز کہ تو اپنے آگے بھیجیگا صدقات اور نفقات سے
وہ تجھی ملیگی اور جو چیز یہان چھوڑ جائیگا وہ تجھہ تک نہ پہونچیگی اور بھی جناب موسی ع
سے ماثور ہے کہ تصدق کرو اگرچہ ایک صاع خرما ہون اور اگرچہ بعض صاع ہون اور
اگرچہ ایک مشت ہون اور اگرچہ بعض مشت ہون اور اگرچہ ایک خرما ہو اور اگرچہ
بعض خرما ہو اور جو شخص کہ نصف خرما بھی نہ پائی تو تصدق کرے کلمہ طیبہ کو
یعنے اہل دول سے فقیر کی سفارش کری شاید کہ اسکے وسیلہ سے کچھہ اوسکو مل جائی
اور اوسکو ثواب حاصل ہو پھر آپ فرماتے ہین کہ جو شخص تم مین سے ملاقات کریگا
خدا تعالی سے تو خداوند عالم اوس سے فرمائیگا کہ اے بندے میرے آیا جو کچھہ مقتضائے
شفقت اور بندہ نوازی کے تھا مین تیرے ساتھہ عمل مین نہین لایا آیا تجھکو بینا
و شنوا نہین کیا تھا آیا مال و فرزند تجھکو عنایت نہین کی تھی وہ کہیگا کہ خالق میرے
تو نے مجھے سب کچھہ عنایت کیا تھا فرمائیگا کہ پھر تو نے اپنے واسطے کیا آگے بھیجا وہ

شخص یہ سنکر ہر طرف دیکھیگا کچھہ نہ پائیگا کہ جس سے اپنی کو آتش جہنم سے بچاے
پس خوش نصیبان سعادت قرین اور سلمین آخرین کو کریم ذو المنن نے مال دنیا سے اون کو
بہرہ وافر دیا ہے اور اپنے فضل بے متناہی سے دروازے وسعت معاش کے اوپر کھولے ہین لازم ہے
کہ بحکم کریمہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد کے اور مقتضای آثار و اخبار معتبرہ کے اپنی مآلکار اور
عاقبت احوال مین اندیشہ بلیغ اور فکر صایب کر کے قدری اپنی مال کو آگے بھیجکر ذخیرہ روز
پسین کا اور موافق اپنی قدر کے کچھہ مال بیچ وجہ فقرا اور مساکین کے مقرر کرتے اون کو
وظیفہ خوار اپنے مال کا اور اپنے تئین وظیفہ خوار اون کی دعا کا فرماوین تا زمرہ والذین
فی اموالہم حق معلوم للسائلین والمحروم مین داخل ہو کر کرامت اولئک فی جنات
مکرمون سے فایز ہوون اور آیہ مذکورہ سورہ معارج مین ہے کہ حاصل معنی اوسکی
یہ ہین کہ وہ لوگ کہ جنکے مالون مین حق ہے معلوم و معین واسطے فقیرون سوال کنندہ کے
اور واسطے محروم کے پس یہ گروہ کہ سات اس صفات کی موصوف ہی بیچ باغہای بہشت کے
مکرم اور معزز رہیگا اور مراد حق معلوم سے اس آیہ شریفہ مین جیسا کہ اخبار آئمہ سے
مستفاد ہوتا ہے زکوۃ واجبی نہین ہی بلکہ اوس قدر مال ہی کہ جو کوئی شخص اپنی قدر اور
وسعت کی موافق اپنے اوپر لازم کرے کہ ہر روز یا ہر جمعہ یا ہر مہینے اوسکو مصارف خیر
واخراجات نیک مین صرف و خرچ کرتا رہون گا اور حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام
سے منقول ہی کہ جو شخص مومن بھوکے کو کھانا کھلاتی خدا تعالے کھانا دیگا اوسکو میوہای
بہشت سی اور جو شخص سیراب کرے کسی مومن تشنہ کو خدا تعالے سیراب کریگا اوسکو
شراب خالص سربمہر سی اور بھی جناب صادق ع سے ماثور ہی کہ جو شخص کہ کھانا
کھلاوے مومن دولتمند کو ایسا ہے کہ گویا بچایا قتل سے ایک شخص کو اولاد حضرت
اسماعیل سے اور جسنے کھانا کھلایا ایک مومن محتاج کو ایسا ہی کہ گویا بچایا قتل سی دو
شخص کو اولاد حضرت اسماعیل سے پس وای ہے حال اغنیا پر کہ نظر

ان ثواب کیطرف نہین کرتے حالانکہ یہ جانتے ہین کہ سب کچھ یہین چھوڑ جاوینگے اور کسی چیز کو ساتھ نلیجاینگے مگر وہی چیز کہ جسکو راہ خدا مین دیا ہوگا + + + + + + + + + + + + +

فایدہ چوتھا بیچ عقاب اور عذاب تارکین زکوۃ کے پس فرمایا اللہ جل جلالہ نے

ولا تحسبن الذین یبخلون بما اتیہم اللہ من فضلہ ہو خیرا لہم بل ہو شر لہم سیطوقون ما بخلوا بہ

خلاصہ مضمون اس آیہ وافی ہدایہ کا بنا بر احتمالات مفسرین یہ ہی کہ نہ گمان کرین وہ لوگ کہ بخل و امساک کرتے ہین اوس مال مین کہ جسکو خدا تعالے نے اپنے فضل سے ان کو دیا ہے ـــ یہ کہ بہتر ہے واسطے اونکے نہ دینا زکوۃ کا بلکہ بد اور برا ہے یہ امر اونکے واسطے بیان اسکا یہ ہی کہ عنقریب طوق ہوگا وہ مال اونکی گردنون مین قیامت کے دن کہ جسمین بخل کیا ہے اور خاص خدا کے لئے ہے میراث آسمانون کی اور زمینون کی یعنی ہر وہ چیز کہ اہل آسمان و زمین باہم کر اوس سے میراث لیتے ہین اوسکا مالک حقیقی مالک الملک ہے اسواسطے کہ ہر ایک انمین سے فانی اور اسکا مالک ہی اور سب چیز اور تصرفات کا مالک خداوند عالم ہے کہ وہ باقی اور پاینده ہے تفسیر مین اس آیہ مذکورہ کے جناب ابی عبد اللہ سے منقول ہے کہ جس مال کی زکوۃ نہ دیجاےگی تو خدا تعالے اوس مال کو روز قیامت اژدہا آگ کا بنایگا اور وہ اژدہا گردن صاحب مال سے لپٹکر اوسکی گردن کا گوشت نوچیگا اور کھائیگا ـ اور یہی منقول ہے کہ خدا تعالے عرصہ قیامت مین محبوس کریگا زکوۃ نہ دینے والے کو ایک صحرای ہموار مین تاکہ زیادہ رسوا ہو اور گریزگاہ اوسکو باقی نرہے پھر مسلط کریگا اوسپر ایک اژدہای مہیب کہ وہ اژدہا اوسکی طرف دوڑیگا اور وہ شخص اوس سی بھاگیگا اور جب نزدیک اوسکے آجائیگا تو مایوس ہوکر اپنا ہاتھ اوسکی مونہہ مین دیگا کہ وہ اوسکو چبا جایگا اور پھر اوسکی گردن مین لپٹ جائیگا اور یہی سورہ توبہ مین

اسعکہ و الذین یکنزون الذہب و الفضۃ و لا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم

یحمی علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباہہم و جنوبہم و ظہورہم ہذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم

تفسیر وان بخل معنی اس آیہ بخل سوز سخاوت آموز کے یہ ہین کہ جو لوگ طلا اور نقرہ کو جمع کرتے ہین
اور راہ خدا مین خرچ نہین کرتے مژدہ دے اونکو عذاب دردناک کا اوس روز کہ گرم
کیجاینگی آگ اوسپر جہنم مین اور خوب سرخ کیجاینگی پہر داغ دیجاینگی پیشانیان اور پہلو
اور پشت اونکی اور کہینگے اون سے کہ یہ وہ چیز ہے کہ جسکو تمنے اپنے واسطے جمع کیا تہا
پس چکہو مزا اوسکا اور وجہ داغ ان جگہونکی یا تو واسطے زیادتی ایذا اور درد کی ہے کہ یہ
جگہہ مشتمل ہین اعضای رئیسہ پر یا اسلئے کہ یہ لوگ فقرا کو دیکہکر چین بجبین ہوتے اور پہلو
اور پشت اونکی طرف سے پہیر لیتے تہے اور بہی حضرت صادق ع سے منقول ہے کہ
آیہ کذالک یریہم اللہ اعمالہم حسرات علیہم حق مین اوس شخص کے نازل ہوا ہے
کہ جو اپنے مال مین بخل کرتا ہے اور راہ خدا مین اوسکو نہین دیتا اور چہوڑ جاتا ہے اوس
شخص کے لئے کہ یا وہ راہ خدا مین اوسکو صرف کرتا ہے یا نافرمانی خدا مین پس اگر
راہ خدا مین خرچ کرتا ہے تو یہ شخص اپنے مال کو دوسرے شخص کے ترازوی اعمال
مین دیکہتا ہے اور حسرت کرتا ہے کہ میرے مال سے دوسرے شخص نے سعادت اور
نیکبختی حاصل کی اور مین اپنے مال سے شقی اور بدبخت رہا اور اگر چاہتا تو مین بہی
یہ فائدہ آخروی حاصل کرتا اور اگر وہ اوسکو معصیت خدا مین صرف کرتا ہے
تو یہ شخص اوسکی عصیان و خطا مین اپنے مال سے اعانت کرنیوالا ہوتا ہے غرض دونون
سے اس شخصکو حسرت حاصل ہوتی ہے اور بہی اوس جناب سے منقول ہے
کہ روز قیامت ایک جماعت اپنی قبرون سے اس ہیئت پر اوٹہینگے کہ ہاتہہ اون کے
اونکی گردنون مین بندہے ہونگے پس فرشتے کہینگے کہ یہ وہ لوگ ہین کہ جنہون نے منع کیا
قلیل کو خیر کثیر سے یعنے خدا تعالے نے ان کو بہت سا مال دیا اور انہون نے
اوسمین سے تہوڑا سا بہی خدا کی راہ مین نہ دیا اور جو چیز خدا تعالے نے اوس مال مین ان پر
لازم کی تہی اوسکو ادا نہ کیا اور بہی منقول ہے کہ رسول خدا نے پانچ شخصون کو مسجد مین سے

نکلوادیا اور فرمایا کہ تم مسجد مین نماز نہ پڑھو اسواسطی کہ تم زکوۃ نہین دیتی اس سے ظاہر ہوا
کہ تارکین زکوۃ دایرۂ اسلام سے خارج ہو جاتے ہین غرض کہ اسطرح کی تشدیدات
زہرہ گداز و جان گداز اور تہدیدات ہوش ربا و عقل پرداز تارکین زکوۃ کے حق مین کتاب
خدا اور آثار مصطفے اور اخبار ائمہ ہدی علیہم التحیۃ والثنا مین از حد وارد ہین پس وای ہے
ان نافہمون کی عقلون پر کہ باوجود حاصل ہونے اطلاع کے اسکی فضایل پر اور
واقف ہونے تارکین کے عذاب و عقاب سی ادا کرنے مین زکوۃ کے دریغ اور مضایقہ
کرتے ہین اور اوس مال مین سے کہ جو چند روز بطور عاریت اور امانت ان کے
تصرف مین رہیگا ایک مقدار قلیل اور شی حقیر کو معطی کثیر اور مالک تقدیر سے عزیز
کرتے ہین اور پھر اسپر دعوی اسلام کا کرتے ہین حالانکہ اسلام کا اسکی ساتھ جمع ہونا
بس دشوار ہے کمال بیشرمی اس فرقہ نے سعادت کی ہے باوجود اسکی کہ جانتے ہین کہ
جب پیدا ہوتی تھے تو کچھ مال و منال اپنی ساتھ نلائی تھے اب جو کچھ کہ رکھتے ہین اور
اپنی کو اوسکا مالک سمجھتے ہین یہ دیا ہوا خدا کا ہے پس جس مال کو خدا تعالی نے
اپنی کمال افضال اور اکرام سے خواستہ اور ناخواستہ عطا کیا اور اوسمین بہت
کم اور قدر قلیل فقرا کا حق مقرر کیا اوس قدر قلیل کو بھی نہ دینا اور حق فقرا اور مساکین
نہ دینا عقل دوربین سے کمال دور اور فہم باریک بین سے نہایت بعید ہے
اور مقام تامل اور جای فکر ہے کہ جس خدا نے ان کو غنی اور مالدار کیا اور اسقدر
مال عنایت فرمایا اوسکو یہ بھی تو قدرت ہی کہ پھر ان کو فقیر اور محتاج کر دے
اور سب مال اپنا انسی چھین لیے اور یہ بھی اوسمین قدرت ہی کہ جتنا دیا ہے اس
اور زیادہ دے بلکہ اوسنی وعدہ کیا ہے کہ جو شخص اوسکی نام پر ایک روپیہ دیگا
وہ اوسکی عوض مین ہزارون روپیہ دیگا جیسا کہ سورۂ بقر مین فرماتا ہے

مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل

ماتئة حبة واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم حاصل معنی یہ ہین کہ جو شخص
کہ صرف و خرچ کرتے ہین اپنے مالون کو راہ خدا مین مثل اوس شخص کے ہے کہ ایک
دانہ بویا اور اوس دانہ سے سات خوشہ پیدا ہوے اور ہر خوشہ مین سو دانہ حاصل
ہوتے یعنے جو کچھہ کہ راہ خدا مین دیا جاتا ہے ایک کی عوض مین سات سو ہوتے ہین
اور زیادہ بھی کرتا ہے خدا تعالے اوس سات سو پر جسکے واسطے چاہتا ہے
اور خدا تعالے صاحب وسعت ہی یعنی تنگی اوسکی خزائن ملک مین نہین ہے
اور جانتا ہے کہ لایق زیادتی کا کون شخص ہے پس واہی ہے فہم و فراست عقلا پر
کہ قول خدا تعالے پر اعتماد نہین کرتے اور شیطان کے قول پر کہ وہ کان مین انکے
کہتا ہے کہ دیا اور فقیر ہوا عمل کرتے ہین اور اوسکی راہ مین دیکر مال کو زیادہ نہین کرتی
حالانکہ اوسنے وعدہ کیا ہے کہ اضعاف اوسکا دنیا اور آخرت مین دونگا اوسمین شک نہین
بلکہ اکثر تجربہ مین آیا ہے کہ جب ایک روپیہ اوسکی راہ مین بہ نیت خالص مستحق کو
دیا گیا تو اوسکی عوض مین بہت کچھہ ہاتھہ لگ گیا غرض کہ تارکین زکوٰۃ کو لازم ہے
کہ قارون کے حال مین غور و فکر کرین کہ بسبب نہ دینے زکوۃ کے کیا اوسکا حال ہوا خلاصہ
اوسکی حال کا یہ ہے کہ قارون ایک شخص فقیر محتاج تہا دفعۃً خداوند عالم نے
اوسکو اسقدر مال عنایت کیا کہ بعضون نے لکہا ہے کہ اوسکی پاس اتنی خزانے
جمع ہوتے تھے کہ جنکے قفل کی کنجیان چالیس مرد توانا اوٹہاتے تہی اور پہر وہ بہی تہک
جاتے تھے جیسا کہ اسکی خبر خدا تعالے نے قرآن مین دی ہے کہ وآتیناہ من الکنوز ما ان
مفاتحہ لتنوء بالعصبۃ اولی القوۃ یعنی ہمنی عطا کیا اوسکو اسقدر گنج کہ کنجیان اوسکی
ثقالت اور گرانباری کرتی تہین اور رنج اور تعب مین ڈالتی تہین ایک جماعت
صاحب قوۃ و توانائی کو اور صاحب کشاف نی لکہا ہے کہ ساٹہہ خچرون پر وہ بار
ہوتی تہین اور ہر کنجی ایک انگشت سی زیادہ کی نہ تہی اور وہ چمڑے کی بنائی گئی تہین

تاکہ وہ بلی اور سبک ہوں اور ایک گہر بنایا تہا کہ دیوارین اوسکی سونی کی تہین اور ایک
تخت ایسا تیار کیا تہا کہ چشم روزگار نے بہی مثل اوسکی نہ دیکہا تہا ایک دن وہ گہوڑی
بہت زیب اور آرایش سے خچر سفید رنگ پر کہ زین زرین اوسپر لگایا گیا تہا بیٹہکر
باہر آیا اور چار ہزار آدمی اسیطرح کی زینت و آرایش کے ساتہ اوسکی ہمراہ سوار تہے
اور بعضوں نے نو ہزار بہی لکہے ہین کہ سب عفرانی لباس پہنے ہوتی تہے کہ کسی نے
ویسا لباس نہ دیکہا تہا اور ہزار کنیزان ماہ پارہ با جامہائی ارغوانی اشتران
سفید زین ہائے زرین پر سوار ہمراہ تہین غرضکہ یہ حشمت اوسکی دیکہکر اون لوگون نے
کہ جو مایل بدنیا تہی حسرت کی کہ کاش ہمارا نصیبا بہی مثل فرعون کی ہوتا اور جو
لوگ کہ دنیا اور ثروت دنیا کو بی اعتبار سمجہتے تہے اونسے کہتے تہے کہ ثواب آخرت
اور ایمان اور اعمال صالحہ بہتر اور افضل ہے اس مال اور قیمت دنیا سے
الحاصل بسبب ثروت دنیا اور مال و منال کثیر کے غرور اور تکبر قارون کو پیدا ہوا
اور حضرت موسی کی اطاعت اور شریعت سے پاؤن باہر رکہا اور انواع انواع کی
آزار دینی لگا تا اینکہ خداوند عالم نے حکم زکوۃ کا بہیجا اور ایک جماعت فقرا نے حضرت
موسی سے شکایت فقر و فاقہ کی کی حضرت موسی نے قارون کو پیغام بہیجا کہ خدا تعالے نے
تجکو بہت سا مال عنایت فرمایا ہے اور نعمت بیشمار مرحمت کی ہے اور تو جانتا ہے کہ
اس مملکت مین محتاج بہت سی ہین پس تو شکر مین اس نعمت عظمی کی اون کا
حق اپنے مال مین سے ادا کر اور فقرا پر بخشش فرما احسن کما احسن اللہ الیک
قارون نے کہا کہ میرے مال کی زکوۃ بہت ہوتی ہے مین اسقدر نہین دی سکتا حضرت
موسی کو وحی آئی کہ قارون اپنی مال کی زکوۃ تہوڑی اور بہت کچہہ نہ دیگا لیکن واسطے
اتمام حجت کی اوسپر سہل و آسان کر حضرت موسی نے کہا کہ ای قارون تو زیادہ
نہی مگر ہزار دینار مین سے ایک دینار اور ہزار درہم مین سے ایک درہم اور ہزار

گوسفند مین سے ایک گوسفند بھی دیے اور پھر حساب کرکر کہا کہ یہ بھی بہت ہوتی ہین مجھے
یہ بھی نہ دیا جاییگا اور پھر ایک جماعت بنی اسرائیل سے کہ جو بہ طمع مال اوسکی تابع تھی
کہا کہ موسے چاہتا ہے کہ میرا مال لی لے اور مجھی محتاج اور فقیر کردے اسمین تمہاری
کیا رای ہے سبنے کہا کہ ہم تیری رای کے تابع ہین قارون نے کہا کہ میری رای یہ ہے
کہ مین موسے کو قوم بنی اسرائیل مین رسوا اور ذلیل کرون تا کوی پھر اوسکی بات نہ سنی
پس ایک عورت کو کہ حسن وجمال مین شہرۂ آفاق اور فسق وفجور مین یکتای زمان تھی
بلوا کر کہا کہ تجھی مین بہت سا مال دیتا ہون بشرطا اسکے کہ تو بنی اسرائیل کے روبرو کہدے
کہ موسے نے مجھسے زنا کیا ہے القصہ اوس عورت نی قبول کیا دوسری دن قارون
حضرت موسی کی مجلس مین آیا اور وہ خطاب وعظ فرما رہی تھے پس جب حضرت نے
یہ فرمایا کہ جو چوری کریگا اوسکا ہاتھ قطع کرونگا اور جو زنا کریگا اگر غیر محصن ہے تو اوسکو
تازیانے مارونگا اور جو محصن ہے تو اوسکو سنگسار کرونگا اوسوقت قارون نے
کہا کہ اگرچہ یہ سب تم ہی ہو فرمایا کہ ہان اگرچہ مین ہی ہون قارون نے کہا کہ بنی اسرائیل
گمان کرتے ہین کہ تمنی فلان عورت سی زنا کیا ہے حضرت موسے نے کہا کہ معاذ اللہ
اوس عورت کو حاضر کرو جب وہ آئی تو حضرت موسے نے کہا کہ ای عورت مین تجھے
قسم دیتا ہون اوس خدا کی کہ جسنے دریا کو شگافتہ کیا اور اوسمین راہین پیدا کرکے
بنی اسرائیل کو اون مین سے لیجا کر فرعون سے نجات دی اور توریت کو اونکی فلاح و
صلاح کی لئی نازل کیا سچ کہو کہ مینی تجھسے زنا کیا ہے یہ سنکر اوس زن خدا ترس نے
ہیبت آلہی اور ترس وبیم خداوند قہاری کو تصور کرکر اور خوف عذاب آخروی کو
خیال مین لاکر فکر و اندیشہ کیا کہ جو کچھ فسق وفجور اور عصیان وخطا مجھسے صادر ہوی ممکن ہے
کہ وہ سب توبہ سے رفع ہوجاین مگر افترا اور بہتان پیغمبر خدا پر ممکن نہین کہ توبہ واستغفار
سے رفع ہو اگر مین پیغمبر پر افترا کرونگی تو عقوبات آخروی اور نذلات دنیوی مین گرفتار

اوسکی پس نسیم توفیق ذوالجلال اوس زن باکمال کی گلشن احوال پر حرکت مین آئی اور بائی
خاطر اوسکا وادی حرص و طمع مین کہ جائی لغزش مردان باورع کی ہی لغزش مین تہا آ
کہا کہ حاشا موسی مبرا اور پاک ہی اوس کام سے کہ جسکو یہ جماعت اوسکی طرف نسبت
دیتی ہے ہرگز موسے نی مجھسے زنا نہین کیا قارون نے مجھی مال و زر کے ساتہ فریفتہ
کیا تہا اور زر کثیر کی طمع دیکر کہا تہا کہ تو یہ افترا اور بہتان موسی کے حق مین کر اور بعض
روایت مین ہے کہ اوس عورت نی کہا کہ قارون نے مجھی دو کیسہ زر کی دیکر کہا تہا
کہ یہ تہمت تو اوسپر کر اور یہ ہین وہ کیسے سربمہر قارون کے بنی اسرائیل نی مہر
قارون کی دیکہکر قارون کی ناپاکی اور مکر پر مطلع ہوی حضرت موسی اوس تہمت سی
اور نسبت کرنے ایسی گناہ سے گریان ہوکر سجدہ مین گئے اور کہا کہ خداوندا تو روا رکہتا ہے
کہ یہ نابکار میری حق مین ایسا کچھ کہے اوسوقت اوس جناب پر وحی نازل ہوئی
کہ ہمنی زمین کو تیری حکم مین کیا جو تو چاہی وہ کر یہ حکم خدا سنکر کلیم اللہ نے سر سجدہ سے
اوٹھایا اور بنی اسرائیل سے خطاب فرمایا کہ ای بنی اسرائیل مین قارون پر مبعوث
ہوا ہون جیسی فرعون پر مبعوث تہا پس جو شخص قارون کی ساتہ ہی وہ اوسکے
ساتہ رہی اور جو میرے ساتہ ہی وہ اوس سے جدا ہو جائی یہ سنکر بنی اسرائیل نے
اوس سے کنارہ کیا الا دو شخص نے کہ وہ اوسکی ہمراہ رہی پہر موسی نی زمین کو خطاب
کیا کہ پکڑ اون کو کعبین تک اور ایک روایت مین یہ ہی کہ یہ واقعہ قارون ہی کے گہر مین ہوا تہا
کہ حضرت موسی بسبب طلب اوس لعین کے اوسکے گہر مین تشریف لیگئی تہے اور
آپ نی زمین کو اون تین نفر کے پکڑنے کو مامور کیا تہا اور قارون تخت شوم پر تکیہ لگا
بیٹہا تہا کہ زمین پہٹی اور تخت اوسکا دہس گیا اور وہ تینون شخص تا بہ زانو زمین مین
غرق ہوتی ہین تینون شخصون نی آواز استغاثہ بلند کی اور فریاد کرنے لگے حضرت موسی نے
اون کے استغاثہ کیطرف کچھ التفات نکیا اور پہر فرمایا کہ ای زمین تو ان کو تا بہ کمر پکڑ

جب کمر تک اندر چلے گئے تو اور زیادہ فریاد اور استغاثہ بلند کیا پھر حضرت موسیٰ نے کچھ اونکی
فریاد کیطرف خیال نکیا اور زمین کو حکم دیا کہ پکڑ انکو تا بہ گردن اوسوقت اور حد سی زیادہ
انہون نی گریہ وزاری اور اضطراب و بیقراری آغاز کی مگر کچھ مفید نہوئی اور درجۂ قبولیت کو
نہ پہونچی اور حضرت موسیٰ نے غایت غضب سے متاثر ہوکر زمین کو حکم فرمایا کہ اب تو نگل جا
ان سبکو چنانچہ زمین اون سبکو نگل گئی کہتے ہین کہ اوس روز سے ہر روز قارون موافق
ایک قد آدمی کے نیچے چلا جاتا ہے القصہ جب قارون زمین مین غرق ہو چکا تو ایک
جماعت سفہائی بنی اسرائیل نے کہنا شروع کیا کہ موسیٰ نے اسواسطے قارون کے
غرق ہونیکی لئے دعا کی تہی کہ وہ زمین مین غرق ہو جائے اور مین اوسکی کنوز اور خزاین
اور امتعہ اور اسباب پر متصرف ہو جاؤن حضرت موسیٰ نے جو یہ بات سنی تو دعا کی کہ
خداوندا اسکے مال کو بہی زمین مین غرق کر پس خداوند عالم نے سب مال اوسکا زمین مین
غرق کیا جیساکہ قرآن مجید مین خداوند کریم نے سورہ قصص مین خبر دی ہے کہ

فخسفنا بہ وبدارہ الارض فما کان لہ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ وما کان من المنتصرین

مضمون اسکا یہ ہی کہ پس لیگئی ہم قارون اور اوسکی گہر کو نیچی زمین کی پس
نہ تہا اوسکے واسطے کوئی گروہ کہ یاری کرے اوسکی سوائی خدا تعالے کے یعنی غیر
خدا کسی نے اوس سے عذاب کو منع نہ کیا اور نہ تہا وہ انتقام اور بدلا لینے والا موسیٰ سے
یا نہ تہا منع کرنے والا عذاب کا اپنی سے یعنی نہ آپ اور نہ کوئی دوسرا منع عذاب
اوس سے کر سکتا تہا پس ایک جماعت بنی اسرائیل نے کہ جو قارون کی زینت
اور حشمت دیکہکر آرزو اس مرتبہ کی کرتے تہے کہ کاش ہم ہی ایسی ہوتے
جب یہ حال قارون کا دیکہا کہ سطوت الٰہی نے اوسکی بیخ وجود کو زمین مین دبادیا
اور صرصر قہر قہاری نے نخل سرکش عظمت اور بزرگواری اوسکی کو صفحۂ ہستی سے
اوڑا دیا متنبہ ہوئی اور عسرت اور بینوائی کو مراتب اوس ثروت اور توانگری سے

ولی اور بہتر جانتا اور شکر بجا لاتا پس وہ بیشی اور فقر بجا لاتی جیسا کہ آیہ کریمہ واصبح الذین
تمنوا مکانہ بالامس الی آخرہ کہ سورہ مذکورہ مین ہی اس پر ناطق ہی، غرض جیسا کہ
حال قارون کا ہوا ایسا ہی حال سب تارکین زکوۃ کا ہوگا

مطلب بیچ بیان
زکوۃ مال کے اور اسمین کئی فصلین ہین

فصل پہلی بیچ بیان اون لوگون کے
ہے کہ جنپر زکوۃ واجب ہوتی ہے پس جاننا چاہئی کہ واسطی واجب ہونے زکوۃ کے
کئی شرطین ہین **شرط** اول بلوغ ہے اور بلوغ کی تین علامتین ہین ایک بون کا
اگنا عانہ پر دوسری احتلام کا ہونا تیسرے پندرہ برس عمر سے گذرنا
اور یہ شرط معتبر ہے چاندی اور سونے مین اجماعاً پس بنا برین طفل نابالغ پر
باتفاق علما زکوۃ واجب نہین ہان اگر ولی طفل کا یعنی باپ یا دادا یا وصی شرعی
کہ اوسکی مالکی نگہبانی کے لئی وصی کیا ہو مال طفل سے تجارت کرے طفل کی بہتری کیلئے
تو مستحب ہے کہ مال طفل سے زکوۃ دے بشرطیکہ شرائط زکوۃ تجارت کی متحقق ہون
اور اگر ولی طفل کا غنی ہو اور مال طفل کو قرض لیکر اپنی واسطے تجارت کری
تو نفع اور نقصان اوسکا ولی کیواسطے ہوگا اور زکوۃ بہی اوسی پر مستحب ہوگی اور
درصورت نقصان ولی کو مال طفل پورا کر دینا ہوگا اور جو ولی مال دار نہو اور
مال طفل کو بطور قرض لیکر تجارت کری یا غیر ولی ہو اگرچہ غنی ہو تو نفع اوس تجارت کا
طفل کیواسطی ہوگا اور اگر نقصان ہوگا تو وہ بہی ولی یا غیر ولی ہی کا ہوگا نہ مال طفل کا
اور وہ دونون طفل کے مال کی ضامن رہین گے اور اس صورت مین کبہی یہ زکوۃ
مستحب نہوگی بلکہ یہ تصرف اونکا غیر مشروع ہوگا اور بعض نے کہا ہی کہ یہ حکم خاص ہے
واسطی غیر ولی کے اور ولی اعنی باپ اور دادا اگر مفلس ہون گے تو اون کو
قرض لینا مال طفل کا جائز ہوگا اور نفع بہی ولی ہی سے لئے ہوگا اور زکوۃ بہی ولی ہی پر ہوگی
اور یہ قول خالی قوت سے نہین مگر احوط ترک تصرف ہی اور اگر تصرف کرین

تو احوط یہ ہی کہ نفع اوسکا طفل کو دین اور اگر آپ پریشان ہوں تو بقدر نفقہ نفع مین سے
آپ بھی لین اور غلات اور مواشی طفل مین بھی قول اصح پر زکوۃ مستحب ہے نہ واجب

شرط دوسری عقل ہے پس مجنون کے مال مین زکوۃ نہین ہی نقدین مین
تو اجماعاً اور غیر نقدین مین قول اصح پر ہان اگر ولی مجنون کا مال مجنون سے تجارت
کرے مجنون کیواسطے تو زکوۃ مستحب ہوگی اور اگر دیوانہ دوری ہو اور وقت واجب ہونے
زکوۃ کے ہوش مین ہو تو احوط یہ ہی کہ زکوۃ دیوے اور ایسا ہی حال ہی مغمی علیہ دوری کا

شرط تیسری حریت ہی پس غلام پر زکوۃ واجب نہین اور اگر مولے
غلام کو ایک مال کا مالک کردی اور تصرف کا بھی حکم دیدیے تو اسمین اختلاف ہے
بعض کے نزدیک غلام پر زکوۃ واجب ہوگی اور بعض کے نزدیک نہوگی اور
بعض کے نزدیک مولی پر واجب ہوگی اور ام ولد اور مدبر اور مکاتب مشروط
اور مکاتب مطلق یہ سب حکم مین غلام کے ہین ہان اگر مکاتب مطلق کچھ مال
وجہ کتابت سی ادا کریگا اور اوسیقدر آزاد ہو جائیگا تو اوسپر زکوۃ واجب ہوگی
بشرطیکہ حصہ اسکا جو مقابلہ اسکے حریت کی ہے حد نصاب کو پہونچیگا ++++

شرط چوتھی ملک ہے یعنے مالک ہونا مال کا اور یہ شرط کل مال زکوی مین
ہے اور چاہیی کہ ملکیت پوری اور تمام ہو یعنے کسیطرح کا تزلزل اور تغرش
اوسکے ملکیت مین نہو اور قدرت تصرف کی بھی اوسمین رکھتا ہو پس اگر کسی شخص نے
مال بحد نصاب کو ہبہ کیا ہو اور موہوب علیہ کے قبضہ مین ہنوز نہ آیا ہو تو اوسپر
زکوۃ واجب نہوگی اور جب اوسکی قبضہ مین آجائیگا اور سال اوسپر گذر جائیگا
تو اوسوقت زکوۃ واجب ہوگی اور شمار سال کا وقت قبضہ سے ہوگا اور اگر
ایسی ہے کسی نے وصیت کی ہو اور موصی نہ مرا ہو یا مر گیا ہو اور موصی لہ نے قبول
نکیا ہو یا قبول بھی کیا ہو مگر کسی نے اوسکو نہ دیا ہو یا غازی مال کو غنیمت مین

لاحق ہوں اور ہنوز قسمت نہ کیا گیا ہو پس ان صورتوں میں زکوٰۃ واجب نہوگی اور جب
قبضہ میں مال آجائیگا اور مالک اوسکا ہو جاویگا اور سال بھی اوسپر گذر جائیگا تو زکوٰۃ
واجب ہو جائیگی اور حساب سال کا بعد قبضہ کے معتبر ہوگا ہاں اگر امام نے جدا
کیا ہو حصہ کسی غازی یا غیر غازی کا بنابر مصلحت کے پس اگر وہ شخص حاضر تھا تو شروع
سال اوسی وقت سے ہوگا اور اگر غایب ہے تو جب مال اوس پاس پہونچ لیگا تب سے سال
حساب شروع ہوگا اور اگر خریدا ہو کسینے گوسفندوں کو بحد نصاب اور شرط
کر لی ہو تین دن یا تین دن سے زیادہ خیار کی تو مشتری مالک ہوگا ان ایام
خیار میں اور حساب سال کا بھی حین عقد سے ہوگا اور جب سال
گذر جائیگا تو زکوٰۃ اوسکی دیگا علی المشہور اور بعض نے کہا ہے کہ مشتری ایام
خیار میں مالک نہوگا بایع ہی مالک رہیگا اور زکوٰۃ بھی اوسی پر ہوگی اور احتیاط
یہ ہے کہ بایع اور مشتری دونوں دیں اور اظہر یہ ہے کہ مشتری ہی دے اور اگر
کسی نے مال کو قرض لیا اور اوسمیں تصرف نکیا اور بعینہ وہ باقی رکھا رہا تا آنکہ سال
اوسپر سے گذر گیا تو زکوٰۃ قرض لینے والے پر واجب ہوگی اور بعض نے
کہا ہے کہ مقرض یعنے قرض دہندہ پر واجب ہوگی مگر اسکی وجہ ظاہر نہیں اور
حساب سال کا وقت قبضہ مقترض سے ہوگا اور اگر مال صاحب مال کے قبضہ میں
نہو اور نہ اوسکے وکیل کے قبضہ میں ہو تو اوسپر زکوٰۃ واجب نہوگی اسواسطے
کہ واجب ہونے زکوٰۃ میں شرط ہے قدرت تصرف کی مال میں اور ایسی ہی
اگر اسنے کسیکو مال قرض دیا ہو ہر چند کہ عین اوسکا باقی ہو یا کسی پر دین اسکا ہو
کہ جسوقت چاہے اوسکو لیلے یا اسنے مال کو زمین میں دفن کیا ہو اور جگہہ
دفن کی بھول گیا ہو یا مورث اسکا مر گیا ہو اور ہنوز اسکے پاس حصہ نہ پہونچا ہو
یا مال اسکا کسی شہر دور میں ہو یا اسی کے شہر میں ہو مگر [illegible] نے اسکو دبا لیا ہو اور

اسکو قدرت ہو اون سے لینے کی یا کسی غاصب نے اسکی مال کو غصب کر لیا ہو اور یہ شخص اوس سے
نہ لے سکتا ہو یا اثناء سال مین اسنے نذر کی ہو کہ مین اسی مال کو فقرا پر تصدق کرونگا
یا گوسفندون کو فقرا پر وقف کیا ہو یا اپنی اولاد پر وقف کیا ہو اور یہ شرط کر دی ہو
کہ جو بچہ انسے پیدا ہو وہ بہی وقف ہے تم ان سب صورتون مین بہی زکوٰۃ واجب ہوگی
ہان اگر یہ شرط نہ کی ہو اور جسپر وقف کیا ہے وہ ایک جماعت خاص ہو اور حصہ
ہر ایک کا اونکی بچون سے نصاب کو پہونچے تو ہر ایک اون کے زکوٰۃ دیگا یا ایک ہی
شخص ہو اور بچے گوسفندون کے نصاب کو پہونچین تو وہی زکوٰۃ اونکی دیگا اور اسی طرح
اگر کسی شخص نے کسی شخص پر زمین کو وقف کیا ہو اور جسپر وقف کیا ہی اوسنے
اپنے مال مین سے اوس زمین مین تخم ریزی کی ہو تو جو اوس سے حاصل ہوگا
اوسکی زکوٰۃ دیگا ہان اگر تخم بہی وقف ہو اور موقوف علیہ ایک شخص ہو یا جماعت
مخصوص اور حصہ ہر ایک کا نصاب کو پہونچے تو اس صورت مین بعض کی نزدیک
دینا زکوٰۃ کا واجب نہین ہے اور بعض کے نزدیک اس صورت مین بہی دینا واجب
ہوگا اور جو اگر وقف فقرا اور مساکین اور سادات وغیرہ مثل انکی پر ہو اور یہ ایک
جماعت کثیر منتشر ہون تو زکوٰۃ انپر واجب نہوگی اور اگر کسی شخص پر کسی کا قرض ہے
اور صاحب قرض اوسکی لینی پر قدرت رکہتا ہو اور پہر نہ لے تو ایک جماعت نے
کہا ہے کہ زکوٰۃ اسپر واجب ہوگی اور بعض وجوب کی قائل نہین مگر ان بعض کے
نزدیک احوط دینا ہی ہے اور اولی یہ ہے کہ قرض لینے والا یعنے مقروض زکوٰۃ دے
اور صاحب قرض کو دی اور یہ کہے کہ اگر مجہپر زکوٰۃ ہے تو یہ زکوٰۃ میرے مال کی ہے
اور اگر زکوٰۃ مجہپر واجب نہین تو مینے تجہے بخش کہ تو بعنوان زکوٰۃ اپنی طرف سے دیدے
اور وہ نیت کرے کہ اگر زکوٰۃ مجہپر واجب ہے تو یہ میرے مال کی زکوٰۃ ہے قربۃً الی اللہ
اور پہر مستحق کو دیدے تا سب روایات اور سب اقوال علما پر عمل ہو جائے

اگرچہ اول اظہر ہے یعنے قرض لینے والے پر واجب ہے اور حدیث مین وارد ہی کہ اگر
صاحب مال زکوۃ دیگا تو قرض لینے والے کے ذمہ پر سے زکوۃ ساقط ہوجائیگی اور
ایسی ہے اگر قرض لینے والا شرط کرلیگا کہ زکوۃ صاحب مال دیگا مین نہدونگا تو
قرض گیرندہ کے ذمہ سے ساقط ہوجائیگی اور مال مرہون مین زکوۃ واجب نہین
ہوتی علی الاشبہ کیونکہ وہ مرتہن کے تصرف مین ہے اور صاحب مسالک لکھتی
ہین کہ سقوط زکوۃ مال مرہون مین مشروط ہے اسپر کہ راہن اوسکی استخلاص پر قدرت
نرکھتا ہو بایں طریق کہ میعاد اور مدت کی سات موجل اور موقت ہو یا راہن عسرت
رکھتا ہو کہ بسبب محتاجگی کے چھڑا نہ سکتا ہو ورالا زکوۃ ساقط نہوگی ✝✝✝✝

مسئلہ اگر مال کسی کا گم ہوجاتی اور کئی سال اوسپر گذرجاتین اور پھر صاحب
مال بعد کئی سال کے اوسکو پائی اور وہ پوری نصاب ہو تو سنت ہی کہ صاحب مال
ایک سال کی زکوۃ اوسکی دے

شرط پانچوین صحت زکوۃ کے اسلام ہے
بلکہ ایمان بایں معنی کہ کافر پر زکوۃ تو واجب ہوجاتی ہے مگر جب تک کہ وہ اسلام نہ
لائیگا دینا اوسکا زکوۃ کو صحیح نہوگا اور اگر کافر کے مال پر زکوۃ واجب ہوچکی ہو
اور بعد اسکے وہ مال اسکا تلف ہوجاتی تو یہ ضامن اوسکا نہوگا اگرچہ اسنی اوسکی
محافظت مین اہمال اور بے پرواہی کی ہو اور اگر کافر اسلام لائیگا تو وہ زکوۃ
کہ جو حال کفر مین اسپر واجب ہوئی ہے اسکے ذمہ سے ساقط ہوجائیگی
اور احوط یہ ہے کہ اگر کچھ سال اسکی مال پر حالت کفر مین گذرے اور باقی
حال اسلام مین تو زکوۃ اوسکی دے اور اگر سنی شیعہ ہوجائیگا تو جو عبادت
اپنی طریقہ پر کی صحیح ہوگی اوسکا اعادہ نکریگا مگر زکوۃ کہ اوسکو بعد شیعہ ہونیکے
پھر دوسری دفعہ دیگا ہاں اگر شیعون ہی کو دی ہوگی تو ظاہرا دوبارہ دینی کی
حاجت اوسکو نہوگی

فائدہ مال مغصوب کی زکوۃ نہ غاصب پر واجب ہے

نہ مغصوب منہ پر یعنی مالک پر پس غاصب پر تو اسواسطے واجب نہین کہ وہ مال اوس کا
نہین ہے اور مالک پر اسواسطے واجب نہین ہے کہ مال اوسکے تصرف مین نہین ہے
اور امکان تصرف شرط وجوب کو ہے اور جو چیز بادشاہ جور بعنوان تبرع اور احسان کے کسی پر انعام کرے اور اوس
شخص کو یہ معلوم ہو کہ بادشاہ نے اس شی کو بطور غصب کے جبر سے لیا ہے تو قبول کرنا اوسکا اور اوس چیز کو
جائز ہوگا پس اگر وہ چیز حد نصاب کو پہونچے اور شرایط وجوب زکوۃ کے اوسمین متحقق
ہون گے تو زکوۃ اوسپر واجب ہوگی اور وہ چیز جسکو حاکم جور نے بعنوان
مقاسمہ اور بطور خراج بلاد رعایا سے لیا ہوگا قبول کرنا اوسکا جائز ہے اور تحصیل
کرنا خراج کا حاکم جابر کیطرف سے غیر مشروع ہے کسواسطے کہ یہ فعل امام کا ہے
پس وہ شخص غاصب ہوگا حق امامؑ کا لیکن جو کچھ کہ لیا ہے اور جابر نے اوسکو عطا
کیا ہے مال اوسکا ہی بشرطیکہ زیادہ خراج مقرر سے نہ لیا ہو اور جو کچھ کہ جابر نے بطور
مشارکت عوض جور و ظلم کے دیا ہو جیسا کہ بادشاہان جور اپنے ملازمین جابرین کو
دیتے ہین خواہ اپنے گھر سے خواہ اوسکے محال پر سے وہ چیز اونپر حرام ہے اور زکوۃ اوسکی
نہین ہے اور مال حرام واجب ہے کہ اوسکے مالک کو پہنچا دیوے اور اگر یہ لوگ اوس
مال مین سے کسی شخصکو بطور تبرع یا بمقابل کسی امر مشروع کے دینگے تو اوس
شخص کو مباح ہوگا اور بعضی صورتون مین حکومت اور ولایت حاکم جابر کی
طرف سے مباح ہے جیسا کہ اپنی جگہہ پر مبین ہے اور ان صورتون جو کچھ کہ مال خراج
سے وجہ مصارف اوس حکومت مین لیگا وہ بھی جائز ہوگا غیبت امام مین اور جو کچھ
کہ کفار حربی اور مخالفان خاندان نبوی سے لیا ہوگا بعد ادائی خمس مال
لینے والے کا ہوگا اور بشرط نصاب زکوۃ بھی اوسکے ساتھہ متعلق ہوگی ۞

فصل دوسری بیچ شمار اون چیزون کے کہ جنمین زکوۃ واجب ہی پس جاننا تو

[illegible] طلا نقرہ شتر گاو گوسفند گندم

شعیر خرما منقّیٰ یعنی انگور خشک اور سوائے ان کے اور چیزون مین زکوٰۃ واجب
نہین ہے

فصل تیسری بیچ نصاب طلا اور نقرہ کے .. اور یہ فصل
مشتمل ہے اوپر کئی **فائدہ** کے اول بیچ نصاب طلا یعنی سونے
کے پس نصاب پہلی طلا کے بیس مثقال ہین یہ مثقال شرعی اور مثقال
شرعی تقریبًا تین ماشہ دو سرخ دو خمس سرخ کا ہی پس بنابرین بیس مثقال
چہتر ماشہ کی ہونگی پس جسکی پاس اسقدر سونا مسکوک ہو تو بر تقدیر تحقق شرائط
زکوٰۃ واجب ہوگی اور چہتر ماشہ سونے کی اشرفیان بارہ ماشہ والی ساڑہی
پانچ ہون گے اور گیارہ ماشہ والی چھہ ہون گے اور ساتہی
گیارہ ماشہ والے پانچ اشرفی اور آٹھہ ماشہ
چار رتی سونا ہوگا اور دس ماشہ والی ساڑہی چھہ اشرفی ہون گی اور آٹھہ
ماشہ والی آٹھہ اشرفی اور دو ماشہ سونا ہوتا ہے اور بیس مثقال سی کم مین
زکوٰۃ نہین ہی اور زکوٰۃ انکی نصف مثقال ہی یعنے چالیسوان حصہ بیس مثقال کا کہ
جسکا ایک ماشہ پانچ رتی ایک خمس رتی سونا ہوتا ہے اور نصاب دوسرے
طلا کے چار مثقال ہین یعنی تیرہ ماشہ ایک سرخ اور تین خمس سرخ اور انکی
اشرفی بارہ ماشہ والی ایک اشرفی اور ایک ماشہ ایک رتی تین خمس رتی سونا
ہوتا ہے اور گیارہ ماشہ والی ایک اشرفی اور دو ماشہ ایک رتی تین خمس
رتی سونا ہوتا ہی اور دس ماشہ والی ایک اشرفی اور تین ماشہ ایک رتی
تین خمس رتی سونا ہوتا ہے اور ساڑہی گیارہ ماشہ والی ایک اشرفی اور تین ماشہ
ایک سرخ تین خمس سرخ سونا ہوتا ہے اور آٹھہ ماشہ والی ایک اشرفی اور
پانچ ماشہ ایک رتی تین خمس رتی سونا ہوتا ہے یعنی تین پانچوین حصہ رتی کے
حاصل یہ کہ جب بیس مثقال پہ چار مثقال اور زیادہ ہون گے تو دوسری نصاب

مثقال کے ہوگی اور زکوۃ ان چار مثقال کی چالیسوان حصہ انکا ہے کہ جسکی دو سرخ پانچ برنج
اور چار برنج کا چالیسوان حصہ سوا ہی اور مابین ان دونون نصابون کی عفو ہی یعنے
اگر بیس مثقال پر ایک مثقال یا دو مثقال یا تین مثقال اور زیادہ ہوگا
تو اسمین زکوۃ نہ ہوگی پس اسیطرح جب چار چار مثقال زیادہ ہوتے جاینگے تو انمین
زکوۃ واجب ہوتی جاینگی اسواسطی کہ بیس مثقال کے بعد چار چار مثقال کے
نصاب ہے اور زکوۃ ہر چار مثقال کی وہی چالیسوان حصہ چار مثقال کا ہے
فایدہ دوسرا پنج نصاب نقرہ کے پس نصاب نقرہ کے دو سو درہم ہین
اور درہم شرعی تخمینا دو ماشہ دو سرخ دو خمس سرخ چار عشر خمس کا ہی
پس دو سو درہم کے روپیہ بارہ ماشہ والے ساڑہی اڑتیس روپیہ ہونگی اور
گیارہ ماشہ والے بیالیس روپیہ ہونگے اور ساڑہی گیارہ ماشہ والی
چالیس روپیہ اور دو ماشہ چاندی ہوگی پس اتنی روپیہ مین بعد تحقق شرائط زکوۃ
زکوۃ واجب ہوگی اور زکوۃ ان کی پانچ درہم ہین یعنی چالیسوان حصہ دو سو
درہم کا کہ بارہ ماشہ والے روپیہ سے گیارہ ماشہ چار سرخ دو خمس سرخ چاندی
ہوتی ہے اور گیارہ ماشہ والے روپیہ سے ایک روپیہ اور چار سرخ دو خمس سرخ
چاندی ہوتی ہے اور ساڑہی گیارہ ماشہ والے روپیہ سے ایک روپیہ اور دو خمس
سرخ چاندی ہوتی ہے پھر بعد اوسکی نصاب چالیس درہم کے ہی یعنی جب
دو سو درہم پر چالیس درہم اور زیادہ ہونگے تو یہ نصاب دوسرے
اسکی ہوگی اور زکوۃ اسمین واجب ہوگی اور چالیس درہم کے روپیہ جگہ بارہ
ماشہ کا ہو تو ساتہہ روپیہ اور آٹھہ ماشہ تین رتی ایک خمس رتی بہر چاندی ہوگی
اور اگر گیارہ ماشہ کا روپیہ ہو تو چالیس درہم کے اٹہہ روپیہ اور چار ماشہ تین رتی
ایک خمس رتی بہر چاندی کی ہوگی اور جب روپیہ ساڑہی گیارہ ماشہ ہو تو ساتہہ روپیہ

اوسمین رتی ایک خمس رتی بھر چاندی ہوگی اور ایک درہم انکی زکوۃ کا ہوگا کہ چالیسوان
حصہ انکا ہے اور پھر جب چالیس درہم اور زیادہ ہون نگے تو تیسری نصاب انکی ہوگی
اور وہی ایک درہم انکی زکوۃ کا دیا جائیگا غرض اسیطرح جہانتک مال پہونچے تو چالیس پر
زکوۃ ہوگی اور ان مین دو نصابون کی عفو ہی یعنی دو سو درہم پر انتالیس درہم تک جو
زیادہ ہون نگے تو ان انتالیس درہم کی زکوۃ نہ دی جائیگی کہ زکوۃ انکی معاف ہے
پس جب پوری چالیس سے زیادہ ہون نگے تو اون چالیس درہم کی زکوۃ واجب ہوگی
فائدہ تیسرا بیچ بیان شرطون واجب ہونی زکوۃ کے بیچ طلا اور نقرہ کے
اور یہ کئی شرطین ہین **شرط** اول یہ ہی کہ طلا اور نقرہ سکہ دار ہون
خواہ بالفعل اوس سکہ کا چلن ہو اور معاملہ اوس سے کرتے ہون یا چلن اون کا متروک
ہو گیا ہو اور اگر کہین بغیر سکہ دار کا چلن ہوگا تو زکوۃ اوس مین بھی احوط ہوگی پس
بنابرین شرط شمسہ طلائی اور نقرئی اور آلات طلائی اور آلات نقرئی مین زکوۃ
واجب نہین **شرط** دوسری حول ہی یعنی گذرنا سال کا اور وہ شرع مین عبارت
اس سے ہے کہ گیارہ مہینے نصاب پر سے گذر جائین اور بارہوین مہینہ شروع ہو جانیسے
پس اسکے شروع ہوتی ہی سے زکوۃ واجب ہو جائیگی مگر شرط اسمین یہ بھی ہی
کہ گیارہ مہینہ تک نصاب اوس شخص کی ملک مین بجنسہ دہری رہی ہو اور کسیطرحکا
تصرف اوسمین نہ کیا ہو والا اگر اوسمین تصرف کریگا مثل اسکے کہ اثنای حال مین
اوسکو بدل ڈالے خواہ اوسیکی جنس سے بدلے جیسے طلا کو طلا سے اور نقرہ کو
نقرہ سے یا غیر جنس سے جیسے طلا کو نقرہ سے اور نقرہ کو طلا سے تو زکوۃ ساقط
ہو جائیگی اور ایسی ہی سے زکوۃ ساقط ہو جائیگی اگر اثنای حول مین مقدار نصاب تلف
ہو جائی یا کچھ اوسمین سے کم ہو جاتی یا کسیکو قرض دیدے یا طلائی آلات اور نقرہ
آلات یا مطلس کر لے اگرچہ یہ تصرف اوسمین عمداً زکوۃ سے بچانیکے واسطے کیا ہو

مگر احوط اس صورت مین دینا زکوٰۃ کا ہے اور زیور مین زکوٰۃ واجب نہین مگر اوس زیور حلال پر
جیسی خلخال اور کنگن عورتون کے لئے اور زیور شمشیر مردون کے لیے اور
خلاف حرام جیسے کہ عکس اسکا مگر زکوٰۃ اسکی مسنون ہے یعنی کہ جو مومن یا مومنہ
پہننے کے واسطے مانگے تو اون کو عاریتاً دیدیوے اور ظروف طلا اور نقرہ مین بھی
زکوٰۃ نہین ہے اور اگر نصف نصاب طلا یا نقرہ کے نفیس اور جید ہو اور نصف
زبون اور غیر جید تو زکوٰۃ اسمین بھی واجب ہوگی مگر زکوٰۃ مین جید کا دینا اولی ہوگا
والا بقدر رسد ہر ایک مین سے دیا جائیگا اور درہم مغشوش مین کہ جسمین مس
یا سرب وغیرہ ملا ہوا ہو جب تک کہ خالص اوسکا بعد وضع مقدار غش حد نصاب
کو نہ پہونچیگا زکوٰۃ اون مین واجب نہوگی اور دراہم مغشوش کو دراہم خالص
کی عوض مین دینا جائز نہین ہے ہان اگر سب دراہم کہوٹ مین برابر ہون تو اس
صورت مین مغشوش کو زکوٰۃ مین دے سکتا ہے بشرطیکہ کہوٹ اوسکا معلوم ہو
کہ مثلاً فی روپیہ دو رتی کہوٹ ہے یا چار رتی والا کہوٹ معلوم نہوگا تو دینا اوسکا زکوٰۃ
مین واجب نہوگا بلکہ خالص کو اوسکی عوض مین دیگا اور اگر ان مین سے بھی دے تو
اسقدر دے کہ ادای زکوٰۃ کا یقین ہو جاوے یا پگلا کر کہوٹ اوسکا معلوم کرلے

اور اگر اپنی عیال کے واسطے نفقہ رکھا ہو اور اوسمین سے خرچ کرتے رہین اور
بعد سال کے نصاب باقی رہ جائے تو پس صاحب اوسکا اگر حاضر ہے تو زکوٰۃ اوسکی
دیگا اور اگر غایب ہے تو نہ دیگا اور ایک جنس کو دوسری جنس سے ملا کر نصاب
پوری کر لینا جائز نہین ہے مثل اسکے کہ نصف نصاب نقرہ ہو یعنی سو درہم
اور نصف نصاب طلا یعنی دس دینار تو یہ جائز نہین کہ دونون کو ملا کر پوری
نصاب کرلے اور زکوٰۃ اوسکی دے اور قرض ملنے دینے زکوٰۃ کا نہین ہے

فصل چوتھی بیچ بیان زکوٰۃ شتر اور گاو اور گوسفند کے پس زکوٰۃ ان کی

واجب ہی چار شرط پر شرط اول نصاب ہی اور وہ شتر مین بارہ نصاب ہین

پانچ اون مین سی وہ ہین کہ ہر واحد اونکا پانچ شتر ہین باین تفصیل کہ پہلے نصاب

انکی پانچ شتر ہین پس کم مین پانچ شتر سے زکوٰۃ واجب نہین اور زکوٰۃ انکی ایک گوسفند ہی

دوسری نصاب انکی دس شتر ہین انکی زکوٰۃ دو گوسفند ہین تیسری نصاب پندرہ

شتر ہین زکوٰۃ انکی تین گوسفند ہین چوتھے نصاب انکی بیس شتر ہین زکوٰۃ انکی

چار گوسفند ہین پانچوین نصاب انکی پچیس شتر ہین زکوٰۃ انکی پانچ گوسفند ہین

چھٹی نصاب انکی چھبیس شتر ہین زکوٰۃ ان کی ایک نفر شتر مادہ ہی کہ ایک سال

تمام کرکے دوسرے ہی سال مین داخل ہوئی ہو اور اگر اسکے پاس ایسی شتر نہو بلکہ

دو سال تمام کی ہو تو اوسکا دیگا ساتوین نصاب اونکی چھتیس شتر ہین اور زکوٰۃ

انکی ایک نفر شتر مادہ دیوے کہ دو برس تمام کرکر تیسری برس مین داخل ہوئی ہو

آٹھوین نصاب انکی چھیالیس شتر ہین اور زکوٰۃ انکی ایک نفر شتر مادہ ہی کہ تین برس

تمام کرکے چوتھی سال مین داخل ہوئی ہو نوین نصاب اونکی اکسٹھ شتر ہین

زکوٰۃ انکی ایک نفر شتر مادہ دیوے کہ پانچ برس تمام کرکے چھٹی سال مین داخل

ہوتی ہو دسوین نصاب انکی چھتر شتر ہین اور زکوٰۃ اونکی دو نفر شتر مادہ ہی

کہ تیسری سال مین داخل ہوئی ہون گیارہوین نصاب اونکی اکیانوین

شتر ہین زکوٰۃ انکی دو نفر شتر مادہ ہین کہ چوتھی سال مین داخل ہوگئے ہون

بارہوین نصاب انکی ایک سو اکیس شتر ہین پس زکوٰۃ انکی اور اور جسقدر اسپر

شتر زیادہ ہون تو ہر چالیس شتر مین ایک شتر مادہ دیوے کہ تیسری سال مین

داخل ہوئی ہو اور ہر پچاس شتر مین ایک نفر شتر مادہ ہی کہ چوتھی سال مین داخل

ہوئی ہو اور گاؤ مین دو نصاب ہین اول تیس گاؤ ہین اور انہین ایک

فرد گوسالہ دیوے نر ہو یا مادہ کہ جو دوسرے سال مین داخل ہوا ہو اور دوسرے

تنہا اون کے چالیس گاؤ ہین اور اون مین ایک فرد گوسالہ ہے کہ تیسری سال مین
داخل ہوا ہو جسقدر اس سے اور زیادہ ہونگی تو یہین حساب اونمین بہی زکوۃ دیجایگی
مثلا جبکہ ساٹھہ[٦٠] گاؤ ہون گے تو اونمین دو گوسالہ کہ دوسرے سال مین داخل
ہوتی ہون دی جاینگے اور جبکہ ستر گاؤ کو پہونچین گے تو اوسمین دو طرحکی
زکوۃ دیجاینگی ایک چالیس[٤٠] گاؤ کی اور ایک تیس[٣٠] گاؤ کی کیونکہ اسمین دو
نصاب جمع ہوتی ہین پس ایک بچہ گاؤ کا جو تیسرے سال مین داخل ہوا ہو
اور ایک بچہ گاؤ کا جو دوسری سال مین داخل ہوا ہو دیا جایگا اور ایسیہی
نوی[٩٠] مین تین نصابین تیس تیس کی جمع ہوتی ہین ان مین تین گوسالہ دی جاینگے
وعلی ہذا اور گوسفندون مین تین نصابین ہین اول نصاب
چالیس[٤٠] گوسفند کی ہے کہ اس سے کم مین زکوۃ نہین اور اسمین ایک گوسفند ہی
دوسری[٢] نصاب انکی ایک سو اکیس[١٢١] گوسفند ہین زکوۃ انکی دو گوسفند ہین
تیسری[٣] نصاب انکی دو سو اکیس[٢٠١] گوسفند ہین زکوۃ ان مین تین گوسفند
ہین چوتھے[٤] نصاب انکی تین سو ایک گوسفند ہین زکوۃ ان مین
چار گوسفند ہین پس اسیطرح فیصد ایک گوسفند زیادہ ہوگی یعنی چارسو
مین چار گوسفند ہونگے اور پانچ سو مین پانچ گوسفند ہونگی اور جو گوسفند کہ
زکوۃ مین دیجاتی واجب ہے کہ شش ماہہ سے کم نہو اور بیمار اور عیبدار
نہو اور لاغر اور حاملہ نہو اور اگر تازہ جنی ہوئی ہو تو پندرہ دن جب اوسپر
گذرجاوین تب اوسکو زکوۃ مین دیوے + + + + + + + + +

فائدہ جو عدد کہ شتر اور گاؤ اور گوسفند مین مذکور ہے اوسکو نصاب
کہتے ہین اور ما بین دو نصابون کے جو واقع ہوا وسکو عفو کہتے ہین بایں معنی
کہ اون مین زکوۃ نہین ہے مثلا اگر نصاب اول شتر کی پانچ شتر ہین

بس انهین تو زکوة دیجاے گی اور پھر جو انپر تو تک زیادہ ہوون گے تو اون مین زکوة
نہو گی تا آنکہ دس شتر کو پہونچین کہ یہ دوسری نصاب اونکی ہے انہین زکوة
پھر دیجائیگی اور ایسا ہی حال ہی اور اخیار بس کا بھی اور اس جگہہ کئی مسئلہ ہین
مسئلہ پہلا اگر کسی شخص کا ایک مال کئی شہرون مین تہوڑا تہوڑا رکہا ہوا ہو
اور وہ سب ملکر پوری نصاب ہو تو زکوة اوسمین واجب ہوگی مثلاً بیس گوسفند
ایک شہر مین ہون اور بیس دوسری شہر مین تو ان مین زکوة واجب ہو گے
مسئلہ دوسرا اگر کئی شخصون مین مال مشترک ہو اور ہر ایک کا
نصیبہ پوری نصاب ہو تو ہر شخص پر زکوة واجب ہوگی اور اگر نصاب سی
کم ہو تو کسی پر زکوة واجب نہوگی اگرچہ دو کا نصیبہ ملکر پوری نصاب ہوجای
مسئلہ تیسرا اگر ایک سو بیس گوسفند مین تین شخص شریک ہون تو تینون
شخص ایک ایک گوسفند زکوة مین دینگے اسواسطے کہ تینون شخصون کے
تین نصاب مین چالیس چالیس گوسفند وبکے پوری ہین
شرط دوسری سوم ہی یعنی چرنا چارپایون کا صحرا مین گھاہ مباح کو پس اگر صحرا مین
نہ چرتے ہونگی اور مالک نے علف مملوک اپنی اونکو چرائی ہوگی تو زکوة اونمین واجب نہوگی
اور اول کو سائمہ اور ثانی کو معلوفہ کہتے ہین مگر شرط اوسکی یہ ہی کہ تمام سال
سائمہ رہین ہون اور جو اگر بعض سال معلوفہ رہین گے اور بعض سال سائمہ
تو اغلب کا اعتبار کیا جایگا اور بعض نے لکہا ہی کہ رجوع کے جائیگے اسمین
طرف عرف کی پس عرف مین جسکو معلوفہ کہینگے وہ معلوفہ ہے اور جسکو سائمہ کہین گے
وہ سائمہ ہی اور سائمہ مین زکوة دیجائیگی نہ معلوفہ مین اور بچہ ہای شیرخوار شتر
اور گاو اور گوسفند مین زکوة نہین ہی اسلیے کہ وہ اس حال مین معلوفہ ہین مگر جب
مرتع چرنے کو جائینگے اوس وقت سی حساب سال کا شروع ہوگا اور

علما نے یہ کہا ہی کہ جسوقت سی وہ پیدا ہون گی اوسیوقت سی حساب سال کا کرینگی
اور یہ قول اظہر اور احوط ہی پس بنا برین سال بچہ ہای شیرخوار کا غیر سالِ امہات ہوگا
پس اگر کوئی اسی گوسفند رکہتا ہو اور بعد چھہ مہینے کے چالیس بچے جنین تو اس صورت
مین جب پانچ مہینے گذرینگی تو بواسطہ زکوۃ اونکی ایک گوسفند دیگا اور جب پانچ مہینے بچہ
او گذر جائین بچے تو بواسطہ ماؤن اور بچون کے دو گوسفند دیگا اسواسطی کہ مان بچے ملکی
تیسری نصاب ہوگی اور اسمین اور بہی اقوال ہین اوراسیطرح اگر کوئی شخص ایک نصاب
پوری رکہتا ہو اور بعد چھہ مہینے کے نصاب دوسری کا خرید لے اور اگر حیوان
زکوتی کا وہ مملوک مالک خود زمان معتد بہ تک کہاتی ہو تو معلوفہ ہوجاتی کا
اور سال اوسکا باطل ہوجائیگا اوراسا ہی حال ہے کہ اگر برف و بارش مانع ہون
حیوان کو صحرا مین جانے دیسے اور مالک اوسکو کاہ مملوک اپنی کہلاتی یا غیر مالک
باذن مالک یا غیر اذن مالک دی تو حساب اون کی سال کا باطل ہوجائیگا
اوراسیطرح اگر مالک چراگاہ کو خرید کر اپنی حیوانون کو چرای تو وہ معلوفہ ہوجاتین گی
اور اگر زمین غیر مزروعہ کہ اجارہ لے واسطے چرانے اپنی حیوانون کے یا حاکم جابر
کاہ مباح یا اراضی غیر مملوک مباح دی تو جو چارپا اوسمین چری کا وہ سائمہ ہوگا
نہ معلوفہ اور اصح سوم و علف مین اعتبار عرف اور عادت کا ہے نہ ایک دو دن کا
اور نہ ایک مہینہ کا **شرط** تیسری حول ہی یعنی گذرنا سال کا نصاب پر
اور یہ شرط طلا اور نقرہ اور گاؤ اور گوسفند اور شتر اور اسپ اور مال تجارت
مین معتبر ہے نہ غلات مین اور سال زکوۃ کا گیارہ مہینہ ہین اور جب بارہوان
مہینہ شروع ہوگا زکوۃ واجب ہوجائیگی اور چاہی کہ سب شرطین عرض سال تک
موجود رہین اور بعد گذرنے سال کے جو نصاب مین نقصان بسبب تفریط مالک کے
واقع ہوگا تو پوری زکوۃ دیگا والا بقدر نقصان زکوۃ مین سے بہی کم ہوجای گا

فایدہ مرتد فطری پر زکوۃ ساقط ہوجاتی ہے اور ورثہ اوسکی روز ارتداد سے حساب سال کا کرینگے اور زکوۃ دینگے اور اگر ورثہ کے ہاتھہ اوسکا مال کسی سبب سے نہ آیا یا اوسکی ارتداد کو ثابت نکر سکین تو زکوۃ اونپر واجب نہوگی اسواسطے اونکو قدرت تصرف کی حاصل نہین اور مرتد ملی بعد رجوع کرنیکے اسلام کیطرف سب سالون ارتداد کی زکوۃ دیگا اسواسطے اوسکا مال بسبب ارتداد کے اوسکے ملک سے خارج نہین ہوتا بخلاف مرتد فطری کے کہ اوسکا مال بمجرد ارتداد کے ملک ورثہ کی ہوجاتا ہے

فایدہ مرتد فطری اوسکو کہتے ہین کہ جسکے مان باپ یا احدہما وقت انعقاد نطفہ مسلمان ہون اور مرتد ملی اسکی خلاف ہی **شرط** چوتھی یہ ہی کہ یہ حیوان بارکش نہون ورنہ زکوۃ انسے ساقط ہوجائیگی اور جو اگر بعض سال مین بارکش ہون اور بعض سال مین نہون تو اعتبار اغلب کا ہوگا اور اس جگہہ کئی مسئلہ ہین

اصل یہ ہے کہ اگر کسیکو کم درجہ کا جانور زکوۃ مین دینا ہو اور اعلی درجہ کا اسکے پاس ہو تو اوسکو دیگا اور جسقدر اون مین فرق ہوگا اوسقدر عامل سے پھیر لیگا اور درصورت عکس اوسقدر عامل کو دیدیگا مثل اسکی کہ اگر اسکو وہ شتر مادہ دینا ہے کہ جو ایک سال تمام کرکے دوسری سال مین داخل ہوتی ہو اور اسکے پاس وہ شتر مادہ ہی کہ جو دو برس تمام کرکے تیسری سال مین داخل ہوتی ہے تو یہ شخص اوس شتر مادہ کو دیگا اور دو گوسفند یا بیس درہم مثلاً اوسکی تفاوت کے عامل سے پھیر لیگا — اور اگر اسکا خلاف ہی تو قدر مذکور اور عامل کو دیگا اور اختیار کرنا گوسفندون کا یا دراہم کا ذمہ پر مالک کے ہے نہ عامل کے اگرچہ گوسفندون کے قیمت دراہم کی برابر ہو یا کم و زیادہ ہو اور یہ تفاوت بینہما کا بازار سے دریافت کیا جائیگا پس جسقدر تفاوت بازار مین دونون کی قیمت مین ہوگا اوسقدر دیا یا لیا جاویگا

مسئلہ دوسرا زکوۃ نصف [illegible] کے ساتھہ تعلق رکھتی ہی اور قیمت سوفے ہی اور اسکی

دینا جائز ہے خلاف نقدین مین سے دے اور خلاف غیر نقدین مین سے اگرچہ نقدین مین
دینا اوسے ھی اور خر نصاب مین ہے دینا اوسے تر ہے قیمت دینی سے خصوصاً چوپاون
مین **مسئلہ** تیسرا حیوانات صحیح کی زکوۃ مین حیوان غیر صحیح کا دینا جائز نہین
مگر معیوبون کی زکوۃ مین عیبدار کا دینا صحیح ہے اور اگر حیوان عیب دار اور غیر عیب دار
دونون طرح کے ہون تو موافق نسبت کے دیگا **مسئلہ** چوتہا زکوۃ تمام قیمت سے
حساب کرکے دین گے مثلاً اگر چالیس گوسفند ہون کہ قیمت اونکی چالیس روپیہ
کی ہو تو زکوۃ مین وہ گوسفند دین کہ جسکی قیمت ایک روپیہ ہو کہ چالیسوان حصہ
مجموع کا ہوتا ہے اور بعض فقہا کے نزدیک رعایت اس امر کی گوسفندون
اور نقدین اور غلات مین واجب ہی اور گاو اور شتر مین رعایت خوبی کی
معتبر ہی یعنی جسکو زکوۃ مین دینا چاہئے وہ نفیس ہون نہ زبون اور مشہور یہ ہی
کہ نفیس ہونا ضرور نہین معیوب نہون اور اول بفحوائے آیہ وافی ہے آیہ
یا ایہا الذین امنوا انفقوا من طیبات الخ احوط ہی خلاصہ معنی آیہ کی یہ ہین
کہ اے مومنین دو مستحقون کو نفیس اوس چیز سے کہ پیدا کیا ہی نفیس
اور اچھی چیزون سے اور جو کچھ ہمنے تمہارے واسطے زمین سے اگایا ہے
اور ارادہ کرتے ہو کہ بُری چیزون سے دو وہ چیز کہ اگر وہ تمکو دین تو تم اوسکی
برائی کے سبب ہرگز قبول نکرو مگر یہ کہ چشم پوشی کرو اور سمین پس کیونکر
جائز ہو کہ ہماری راہ مین دو اور جانو تم کہ اللہ تعالے بی پروا ہے تمہارے [illegible]
ون سے اور حمد کیا گیا ہے اور پہ نعمتون کے کہ تمکو دین ہین اور چاہتا ہے کہ تمکو
عوض ان عبادتون کے اپنی کرامتون غیر متناہی مین لاوے

مسئلہ پانچوان بکری اور بہیڑ اور دنبا ایک جنس ہین ان کو باہم ملا کر حساب
کرین گے پس مثل گوسفند اور بہیڑ بکریون مین زکوۃ واجب ہوگے اور

اندا ایسی ہی گاؤ اور گاومیش ایک جنس ہین اور شتر خراسانی اور عربی وغیرہ سب
ایک جنس ہین مگر احوط یہ ہی کہ زکوۃ بہ نسبت ہر قسم کے جدا کے جاوے ۔

مسئلہ چھٹا اوپر بیان ہوا کہ زکوۃ ہرچند عین نصاب کی ساتھہ تعلق رکھتی ہے
مگر قیمت کا بھی اوسکے نکالنا جایز ہے بنابر مشہور پس اگر زکوۃ نصاب کی اور
مال مین سے دین نہ اوسمین سے تو ہر سال اوسکی زکوۃ دیجایگی اسواسطے
کہ وہ مال نصاب سی کم ہوگا اور اگر اسمین سے دینگی تو پہر اوسمین زکوۃ نہ دیجایگی
اسواسطے کہ وہ مال نصاب سی کم ہو جایگا اور اگر کئی سال گذر جاوین کہ
نصاب کی زکوۃ نہ دی ہو تو ایک سال کی زکوۃ دیگا نہ سب برسون کی اور اگر
کسی شخص کے پاس پچاس گوسفند ہون اور چودہ برس تک اوسکی زکوۃ
نہ دی ہو تو گیارہ گوسفند اوسکی زکوۃ مین دیگا اسواسطے کہ یہ زیادتی بچاس
نصاب کی قرار پائی گی اور بعد اسکے جب ٣٩ اونتالیس گوسفند رہجاینگے
تو نصاب سی کم ہو جاتین گے پھر اور باقی سالون کی زکوۃ نہ دے گا

مسئلہ ساتوان ہرچند زکوۃ عین نصاب کی ساتھہ تعلق رکھتی ہی
مگر مالک کو اختیار ہی کہ دوسری جگہہ مین سے اوسی جنس کی چیز دے
مثلاً گوسفندون کی زکوۃ اور گوسفندون مین سے دے نہ ان مین سے
خصوص جبکہ وہ اعلی قیمت کی ہون + + + + + + + +

مسئلہ آٹھوان اگر مالک مثلاً ہزار گوسفند چروائی کو دے
اور ہر سال سو درہم روغن ہر گوسفند کا لینا مقرر کرلے اور یہ شرط کرلے
کہ اگر ان مین سے جسقدر گوسفند کم ہو جاتین تو چروایا اوسکو اپنی مال مین سے
دے پس اگرچہ یہ امر غیر مشروع ہی مگر بحسب ظاہر اگر گوسفند مالک کے
بعینہ سب باقی رہین گے تو زکوۃ اون کی دیگا اور اگر مثلاً سو گوسفند

اون مین سی تلف ہوجائین اور چرواہا اونکی عوض سو گوسفند اپنی مال مین سے دے تو
اون سو کی زکوۃ چرواہی پر ہوگی نہ مالک پر اور ایسی ہی اگر کل تلف ہوجائین اور چرواہا
اپنی مال مین سی دے تو زکوۃ چرواہی پر ہوگی نہ مالک پر اور جن گوسفندون کو مالک نے
اپنی کھانے کے واسطے مقرر کیا ہو بقدر اپنی صرف کی تو اون کو خالی جبرًا زکوۃ مین
نہ لے سکیگا ہان اگر مالک خود برضا و رغبت اپنی دیگا تو مضایقہ نہین اور ایسی ہی
جبرًا نہ لے سکیگا زکوۃ مین اوس گوسفند کو بھی جو دو بچون کو پالتی ہوگی اور ایسی ہی جبرًا
نہ لیگا اوس گوسفند مادہ کو کہ جو تازہ جنی ہو کے قبل گذرنے پندرہ دن کے اور بعض نے
پچاس دن کی بھی قید لگائی ہے اور ایسی ہی نہ لیگا اوس گوسفند نر کو کہ جسکو مادہ پر
چھوڑنے کی لئی مقرر کیا ہوگا اور احوط ہے کہ مالک سے الکا انکو زکوۃ مین نہ دے
مگر البتہ نصاب مین محسوب ہونگے **فصل** پانچوین زکوۃ غلات کی
بیان مین اور اس مین کئی فایدے ہین **فایدہ** پہلا بیان مین اون غلات کے
جنمین زکوۃ واجب ہی اور وہ چار غلہ ہین گندم جو خرما مویز یعنی انگور خشک
اور ماسوا اسکی جو غلہ کہ وزن یا کیل کے ساتھہ بکتا ہی مثل عدس اور ماش وغیرہ
کے ان مین زکوۃ سنتی ہی واجب نہین ہے اور بقولات مثل کھیرا
ککڑی ساگ وغیرہ مین زکوۃ نہ واجب ہے نہ سنت **فایدہ** دوسرا شرایط
زکوۃ مین اور وہ کئی شرطین ہین **شرط** اول نصاب ہی اور ایک
نصاب تین سو صاع شرعی کی ہوتی ہے اور ایک صاع کا وزن اس
سیر سے کہ جو بالفعل تمام ہندوستان مین مروج اور پونے گیارہ ماشہ کے
انگریزی چہرہ دار روپیہ سی اسی روپیہ بھر ہی پونے تین سیر پونے پانچ روپیہ بھر ہوتا ہے
پس اس وزن سی ایک نصاب یعنی تین سو صاع اکیس ۲۱ من دو سیر نو چھٹانک کے
برابر ہوتے اور جناب سید تقی صاحب مجتہد العصر و الزمان مد ظلہ العالی نے

وزن صاع کا لکھنؤ کے قدیم سیر سے کہ گیارہ ماشہ کی روپیہ سے چہیانوین روپیہ بھر
ہوتا ہے ڈہائی سیر لکھا ہے اور نصاب کو اٹھارہ من بیس سیر اور جناب
غفران مآب مولوی سید دلدار علی صاحب مغفور کے نزدیک وزن صاع کا
سیر قدیم لکھنؤ سے آدہ پاؤ ڈہائی سیر اور وزن نصاب اونتیس من ساڑھے
سترہ سیر ہی پس یہ اختلاف ظاہر السبب اختلاف وزن درہم کی ہے
چنانچہ خاتمہ رسالہ مین معلوم ہوگا غلہ مین دوسری نصاب نہین ہی جسقدر نصاب
مذکور پر غلہ زیادہ ہوگا اوسمین زکوۃ دیجاوی گی **شرط** دوسری یہ ہے
کہ ہر غلہ غلات مذکورہ سی جداگانہ جب حد نصاب کو پہونچی گا تو زکوۃ واجب ہوگی
ورنہ نہین اور یہ جائز نہین ہے کہ دو قسم کی غلون کو کہ ہر ایک حد نصاب سے
کم ہو ملا کر نصاب تصور کر لین اور ادای زکوۃ واجب سمجھین مثل اسکی کہ نصف
نصاب گندم ہون اور نصف نصاب جو تو ان دونون کی ایک نصاب
کر کے زکوۃ دین بلکہ جب گندم جدا اپنی نصاب کو پہونچی گا تب اوسمین زکوۃ
واجب ہوگی اور جب جو جدا اپنی نصاب کو پہونچی گا تب اوسمین زکوۃ واجب
ہوگی **شرط** تیسری یہ ہی کہ ان غلات کو خود بویا ہو پس اگر کوئی شخص مثلاً
اسکو ہبہ کرے یا بعد کٹنے زراعت کی اوسکو خریدے تو زکوۃ اسپر واجب
نہوگی بلکہ اس صورت مین اخیر بایع پر واجب ہوگی ہان اگر خام زراعت کو خریدے
کہ جسپر گندم اور جو اور انگور کا اطلاق نہ کیا جاتا ہو یعنی ہنوز دانہ اونکا منعقد
نہ ہوا ہو اور خرما زردی اور سرخی پر نہ آیا ہو تو قول قوی یہ ہی کہ زکوۃ اوسکی
اسپر واجب ہوگی نہ بایع پر اور ایسی ہی خلاف ہی خرمون یعنی چہوہارون مین کہ وقت وجوب
زکوۃ زرد و سرخ ہونا انکا ہی یا خرما ہونا اسواسطے کہ عرب بطب کو خرما نہین کہتی اور
انگور مین ظاہر یہ ہی کہ جب وہ انگور ہو جائین گے تب اون مین زکوۃ واجب ہوگے

اور اکثر کا مذہب یہ ہی کہ وقت وجوب ان مین دانہ بندہا غورکا ہے ہر حال لازم ہے
کہ زمین ہی ملک اس شخص کی ہو پس اگر زمین کو اجارہ لیکر تخم اپنا اوسمین ڈالے گا
تو بہی اسی پر زکوٰۃ واجب ہوگی نہ صاحب زمین پر اور اگر زمین کسی نی کاشت
کیواسطی نصف یا ثلث وغیرہ پر لی تو جو کچھہ اوسمین سے حاصل ہوگا مالک اور
مزارع دونون پر زکوٰۃ واجب ہونگے بشرطیکہ حصہ دونونکا جدا جدا نصاب
کو پہونچی والا جسکا حصہ نصاب کو پہونچیگا اوسی پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور
اگر کسیکا حصہ نصاب کو نہ پہونچیگا تو کسی پر زکوٰۃ واجب نہوگی اور اگر کسی شخص نی
زمین مین کسی غیر کے کاشت کی پس اگر زراعت مال ہی مالک زمین کا اور مالک نی
کچھہ واسطی کاشت کنندہ کی بطور اجرت مقرر کر دیا ہے تو زکوٰۃ مالک پر واجب ہوگی
اور اجارہ مین زکوٰۃ مستاجر پر واجب ہے نہ مجبر پر پس جو لوگ چاہتی ہین کہ زکوٰۃ
نہ دین تو زمین کو اجارہ دیتی ہین مگر فایدہ عظمائی آخرویسی محروم رہتی ہین اسواسطی
کہ جانتی ہین کہ رعایا اپنی حصہ کی زکوٰۃ دیتی ہی نہین مالک کے حصہ کی زکوٰۃ کیونکر دیگی
لہذا احوط یہ ہی کہ جو کچھہ مزارع سی لین تو نظراً الی التہدیدات فی الترغیبات خود اوسکی
زکوٰۃ دین پس اگر زراعت اور باغ نے پانی مینہکا یا جاری پایا ہو یا خود اپنی ریشہای
جڑ سی پایا ہو تو زکوٰۃ انکی دہ یک دین اور اگر ڈولون سی یا گاو یا شتر وغیرہ سی پایا ہو تو
بست یک دین اور اگر دونون طرح سی پایا ہو تو اکثر کا اعتبار کرین اور اگر دونون
طرح سی برابر پایا ہو تو نصف مین دہ یک اور نصف مین بست یک دین اور جب
غلہ کی زکوٰۃ دیدی ہوگی پہر اوسکی زکوٰۃ نہ دینگی اگرچہ چند سال رکھا رہی ہان اگر اوسکو
روپیہ اور اشرفی کی عوض بیچ ڈالینگے اور اوسکی قیمت پر سال گذر جاییگا تو
اوسکی زکوٰۃ پہر دینگے وجوباً اور اس باب مین کئی مسئلہ مین **مسئلہ** پہلا
اکثر علمائ کی نزدیک یہ ہی کہ جب غلہ بعد اوٹہانی حصہ سلطانی اور دیگر اخراجات

متعلقہ زراعت کی بقدر نصاب باقی رہی گا تو زکوٰۃ دیجاویگی نہ پہلے اوسکی ۞۞

مسئلہ دوسرا چونکہ انگور مین اکثر علما کے نزدیک تعلق زکوٰۃ کا وقت غورہ ہونی کی ہی اور بعض کے نزدیک تعلق جب ہی کہ عرف مین اوسکو انگور کہین لہذا احتیاط مقتضی اس امر کی ہی کہ پہلے اوسکو اہل لنظا اور ارباب خبرت سی اندازہ کروالین کہ کسقدر میوہ درخت مین ہی اور مالک نیت کرے کہ اسقدر کی زکوٰۃ مین دونگا تا کھانا اوسمین سے اوسکو حلال ہو جای اور جو یہ نکرے تو جسقدر اوسمین سی لے اوسکو وزن کرلے اور اوسکو یاد رکھی یا جسقدر رہے دسوان حصہ اوسکا زکوٰۃ مین دیدی خواہ غورہ ہو یا انگور یا جو یا گیہون کہ جو دانہ بندہ گیا ہو یا خرما ہو یا رطب ہو یا مویز ہو مگر رطب کو خرمین نہین دیکھتا اور خرمون کو رطب مین دیکھتا ہی الا مساوات اولے ہی خصوص جبکہ قیمت رطب کی زیادہ خرمے سی اور انگور کی مویز سے ہو اور اگر انگور کو مویز مین اور رطب کو خرمی مین دیے تو حساب کرلے کہ کی من انگور کے مویز اور کے من رطب کے خرمی ہوتے ہین اور اوسی نسبت سی زکوٰۃ مین دے

مسئلہ تیسرا اگر کسی پر زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو اور اوسنی ندی اور وقت احتضار اوسکو پہونچی تو واجب ہی کہ ورثہ سے وصیت کری کہ اسقدر مجھپر زکوٰۃ واجب ہی میری طرف سی دیدینا اور اگر قبل دینی زکوٰۃ کے مرجای خواہ وصیت کی ہو یا نہ کی ہو اور ورثہ جانتی ہون کہ اسقدر اسپر زکوٰۃ واجب ہی اور اسنی نہین دی تو اوسکی مال مین سی زکوٰۃ نکالین اور بعد اسکی ترکہ تقسیم اور اگر اور قرضہ بھی رکھتا ہو اور مال میت دونون کو وفا کری تو دونون کا ادا کرنا تقسیم ترکہ پر مقدم رکھین اور اگر بہت سی زکوٰۃ اسکی ذمہ پر ہو اور ورثہ سے وصیت کرے کہ اسقدر روپیہ میری ذمہ پر زکوٰۃ کا ہے اوسکو دیدینا پس اگر یہ گمان نہو کہ یہ شخص عداوت ورثہ سے کہتا ہے تو پہلے

قسمت کرین مال ترکه سے اور اسکی وصیت پر عمل کرین اور اگر منظنه جدا امرت کا ہو تو
ثلث مال مین وصیت کو جاری کرین اور اگر زکوة کسی پر واجب ہو گئی ہو اور وہ مرجاے
اور قرض بھی چھوڑ جاے اور ترکه دونو کو وفا نه کرے پس اگر عین مال که جسکے
ساتھ زکوة نے تعلق پکڑا ہے باقی ہو تو اول زکوة کو دین پھر قرض مین جسقدر بچے دین
اور اگر عین مال باقی نہو اور ترکه دونو کو وفا نکرے تو ترکه کو زکوة اور قرض دونون پر
بنسبت ہر ایک کے تقسیم کرین اور اگر مال دونون کو وفا کرے تو بنا بر احتیاط پہلی
زکوة کو دین پھر قرض ادا کرین پھر اگر کچھ بچ رہے تو ورثه تقسیم کرلین اور اگر
پہلے واجب ہونی زکوة کے غلات مین شخص مرجاتی یعنی ہنوز زراعت پختگی پر نه آئی ہو یا
انگور و خرما مانند دو سرخ نہوا ہو اور مالک مرجاوی اور قرض اپنی ذمه چھوڑ جاوی اور بعد زکوة
واجب ہو جاوے تو ورثه پر لازم ہے که پہلے قرضه کو اوسکی ادا کرین من بعد
باقی کو آپسمین تقسیم کرلین پھر جس وارث کا حصه نصاب کو پہونچے وہ اوسکی زکوة ادا کرے
علی الاظہر **فصل** چھٹی بیچ اون چیزون کی ہی که جنمین زکوة سنت ہی اور وہ
کئی چیزین ہین ایک اون مین سے حبوب سوائی جو اور گندم کے ہین مثل نخود اور
عدس اور برنج اور ماش اور لوبیا وغیرہ کے اور حکم انکا نصاب مین
حکم جو اور گندم کا ہے اور شرط انکی یه ہی که ہر ایک جدا جدا حد نصاب کو
پہونچے نه یه که دونون قسم حبوب کو ملاکر پوری نصاب کرلین اور زکوة مین
بھی حکم انکا مثل حکم جو اور گندم کے ہی یعنی دہ یک یا بست یک وغیرہ
دوسرا اون مین سے مال تجارت ہی که اسمین بھی علی المشہور زکوة سنت ہی
اور بعض واجب جانتی ہین اور احتیاط عدم ترک ہی اور مال تجارت
وہ مال ہے که بقصد معاوضه اوسکا مالک ہوا ہو یعنی اس نیت سی لیا ہو که
اسکا معاوضه کرونگا اور بیچونگا اور یہی قصد اسکا اوس مال کے ساتھ ہمیشه رہی

آخر سال تک پس اگر مال اوسکو بطور میراث یا بعنوان ہبہ یا وقف یا تصدق پہنچے یا عورت کو مہر مین یا مرد کو عورت سی بواسطہ خلع کے پہونچے یا مال کو خریدے نگاہ رکھنے کے یا تصدق کرنے کے یا عیال کے نفقہ کے واسطے نہ بقصد تجارت کی تو علی المشہور اسمین زکوة نہین ہے اور احوط یہ ہے کہ جس مال کا مالک جس طرح پر کہ ہو غیر نقدین کے اور بقصد تجارت اور اکتساب سال بھر اوسکو رکھے تو زکوة اوسکی دے اور زکوة مال تجارت مین تین شرطین ہین ایک اون مین سے یہ ہے کہ وہ مال حد نصاب کو پہونچے اور تمام سال نصاب باقی رہے والا اگر ایک روز بھی سال حد نصاب سی کم ہو جای گا تو زکوة ساقط ہو جای گے اور جب دوسری دفعہ حد نصاب کو پہونچیگا تو پھر اوس روز سے سال کا حساب شروع ہوگا اور نصاب مال تجارت کی یہ ہی کہ قیمت اوسکی نصاب طلا یا نقرہ کو پہنچے اور اگر مدت گذر جائی کہ مال مین فایدہ ظاہر نہو اور بعد اوسکی فایدہ ظاہر ہو اور وہ دوسرے یا تیسری نصاب کو پہونچی تو اوس روز سی کہ فایدہ ظاہر ہوا ہی سال فایدہ کا حساب کرینگے اور ایسے ہی اگر بعد گذرنے مدت کے دوسرا فایدہ ظاہر ہوگا تو نصاب اس فایدہ کی وقت ظہور اس فایدہ سے حساب کرینگے اور اگر پہلے سال سے فایدہ پھر جاتے تو جسقدر فایدہ پھر گیا ہے اوسیقدر اوسکی زکوة بھی ساقط ہو جاتیگی اور اگر اصل مال مین سی بھی کچھ کم ہو جای گا تو اوسکا سال بھی کم ہو جای گا تا وقتیکہ پھر اصل مال نصاب کو پہونچے

شرط دوسری یہ ہی کہ سرمایہ یعنے مال مین کمی واقع نہو اگرچہ

تو زکوۃ ساقط ہوجائیگی جیسا کہ نصاب مین مذکور ہوا اور اگرچہ چند سال سے مایہ کمی مین ہو
تو سنت یعنی ایک سال کی زکوۃ دے **شرط** تیسری یہ ہی کہ تمام سال
مال پر گذرے جسطرح پر کہ طلا اور نقرہ مین گذرا پس اگر پہلی سال گذرنے سے مال
کسیکو بخشدے تو زکوۃ ساقط ہوجائیگی اور اگر اوسکو بیچے یا بدلے کسی اور جنس
مال سے تو اشہر یہ ہی کہ زکوۃ ساقط ہو گی اور بعض کے نزدیک ساقط
ہوگی مگر اس صورت مین بقصد تصدق دینا احتیاطا اولے ہی اور اس
باب مین کئی مسئلہ ہین **مسئلہ** اول اگر مالک ہوجاے ایک نصاب کا
نصابون زکوۃ سے بواسطہ تجارت کی اور سال اوسپر گذر جائے
تو زکوۃ واجب کو دیگا اور زکوۃ سنت تجارت کی ساقط ہوجائیگی اور اگر
اثناء سال مین بدلی کسی اوسکی مثل سے جیسے کہ چالیس گوسفند کو
دے اور چالیس یا زیادہ گوسفند یا برہ عوض مین اوس کی لے واسطے
تجارت کی تو سال واجب ساقط ہوجائیگا اور ایسی ہے سال
سنت بھی بنا بر قول اوس شخص کے جو کہتا ہے کہ چاہتی عین باقی
رہے اور بنا بر قول مشہور کے حول سرمایہ کا نئی سر سے لیگا اور جب
سال تجارت کا تمام ہوجائیگا تو زکوۃ تجارت کی دیگا **مسئلہ** دوسرا
قرض مانع زکوۃ تجارت کا نہین ہے جیسا کہ مانع زکوۃ مالی کا نہین ہے
اگرچہ اسی مال کو قرض کیا ہو اور بعض نے کہا ہے کہ اگر زکوۃ کا دینا سبب ہوگا
باقی رہنی قرض کا اسکے ذمہ پر تو قرض کا دینا زکوۃ سنت کی دینی سے اولی ہے
اور اول اظہر ہے **مسئلہ** تیسرا جبکہ مال مضاربت مین نفع ظاہر ہو تو زکوۃ
اصل مال کی مالک پر ہوگی اور زکوۃ نفع کی دونون پر اور سال نفع کا زمان
ظہور نفع سے حساب کیا جاتی گا اور خلاف ہی اسمین کہ بعد گذرنے سال کی

بے نقد ہونے سے زکوۃ دی سکتا ہی یا نہین اور بہتر یہ ہی کہ اگر عامل دینا چاہی تو
مالک کی بی رخصت نہ دے مگر مالک بی رخصت عامل کے دی سکتا ہی اور سنت ہے
زکوۃ حاصل حمام اور دکان اور کاروان سرا اور باغات وغیرہ مین جوان کے
مثل ہون بنا بر مذہب مشہور کی اور آیا شرط ہی کہ یہ حاصل نصاب طلا اور
نقرہ کو پہونچے اور سال اوسپر سی گذرے یا یہ کہ جسقدر حاصل بہم پہونچے
اوسکا چہل یک اوسی لحظہ دیدی اور یہی قول احوط ہی پس اگر حاصل اوسکا طلا یا نقرہ ہی
تو بنا بر قول ثانی اب ہی زکوۃ سنت کو دی اور باقی اگر بقدر نصاب ہی اور سال اوسپر
گذر جای تو پہر زکوۃ واجب کو دی اور بنا بر قول اول زکوۃ واجب ہی کافی ہی کوۃ
سنت ضروری نہین اور اگر حاصل پیسے اور کوڑیان وغیرہ ہون تو بنا بر قول دوم
اوسیوقت زکوۃ سنت کو دے اور بنا بر قول اول شرط ہی استحباب زکوۃ
مین کہ یہ قیمت مین ایک نصاب طلا یا نقرہ کو پہونچے اور سال اوسپر ہی گذرے
اور گہرون اور لباس اور ظروف اور اثاث البیت مین اور اوس متاع مین
کہ جسکو نگاہ رکہنے کی واسطے خریدے زکوۃ سنت نہین مگر اور بہت سی حقوق
بغیر زکوۃ کے ان کے ساتہہ متعلق ہوتے ہین جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ

والذین فی اموالہم حق معلوم للسائل والمحروم ط یعنے ایک جماعت ہی کہ اونکی
مالون مین حق مقرر ہی واسطے سوال کرنیوالون کے اور واسطی اون لوگون کی
کہ باوجود فقر و فاقہ کے سوال نہین کرتے اور آدمی ان کو غنی جانتی ہین اور اس
سبب سے محروم رہتی ہین یا محروم وہ جماعت ہی کہ جس کام مین ہاتہہ ڈالتی ہین
اوسمین نفع نہین پاتے ہین پس ہر شخص ذی اقتدار کو لازم ہی کہ بحسب وسعت
وطاقت اپنی اوپر کچھہ مقرر کر لے کہ ہر روز اوسقدر فقرا کو دی یا ہفتہ مین یا
ہر مہینے مین دے مگر اس امر مین مداومت اور ہمیشگی کرے اور ترک نہ کرے

اور دوسری ماعون ہین کہ خدا تعالےٰ نے مذمت کی ہے اون لوگون کی کہ جو
منع کرتے ہین ماعون کو جیسا کہ فرماتا ہے ﴿وَیَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾ اور ماعون عبارت
ہے قرض سے کہ اوسکی ساتھہ امداد اور یاری کرین برادران ایمانی کی یعنی اونکو
قرض حسنہ دین یا متاع اور اسباب خانہ سے مثل زیور اور ظروف وغیرہ کے
کہ ہمسایون کو مانگی دین یا احسان ہی کہ برادران ایمانی سے کرین اور ایسی ہے
صلہ رحم سے اور وہ سب تصدقات سی زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور سوائے
اسکے اور سب تصدقات ہین کہ خدائی عزوجل نے قرآن مجید مین مدح اونکے
کی ہے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سی منقول ہی کہ زکوٰۃ دو قسم پر
ہے اول زکوٰۃ ظاہری اور وہ وہ ہی کہ خدا تعالےٰ نے نو چیزون مین
مقرر فرمائی ہے اور دویم زکوٰۃ باطنی اور وہ وہ ہی کہ اپنی تئین اوپر برادران
ایمانی کے اور بہائیون مومنین کی مقدم رکھی اور ہر چیز مین ان کو اپنی
اوپر تقدیم دے **مسئلہ** جو تہا سنت ہی زکوٰۃ مادیان یعنے گہوڑیون کی
جبکہ وہ صحرا مین چرتی ہون پس اگر مان اور باپ اونکی عربی ہون تو ہر سال
دو مثقال طلائے مسکوک اونکی زکوٰۃ مین دے کہ ہر مثقال تخمیناً چار دانگ
اور نیم مثقال صیرفی کا ہے اور اگر یابو ہون یا یہ کہ مان اور باپ اون کی عربی
نہون خواہ مان اونکی عربی ہو اور باپ خراسانی یا باپ عربی ہو اور
مان خراسانی یا دونون خراسانی ہون تو اونکی زکوٰۃ مین ایک مثقال
طلائی مسکوک دی اور باقی سب حیوانون مین مثل غلام و خچر وغیرہ کی زکوٰۃ
نہین ہے

فصل

ساتوین بیچ مستحقین زکوٰۃ کے پس وہ آٹھہ طائفہ ہین
خدا تعالےٰ نے قرآن مجید مین انکو یاد کیا ہے اول فقرا دوسری مساکین
اور یہ دونون فرقہ وہ لوگ ہین کہ جو قوت ایک برس کا اپنے لئے اور اپنی

عیال کے اپنی نہ رکہتی ہون اور نہ ایسا ہاتہہ مین کوئی کسب رکہتی ہون کہ جس سے انکی
معاش گذر سکتی ہو اور عطیات صحیحہ مین وارد ہوا ہی کہ مساکین پریشان
زیادہ ہین پس اولے یہ ہی کہ زکوۃ اپنی اوس شخص کو دے کہ جو پریشان ہو
اور اونکو ہی دے کہ جو پریشان تر ہون اور جو شخص کہ کچہہ مایہ رکہتا ہو اور اوس سے
تجارت کرے اور اوس سے معاش اپنی کرتا ہی پس وہ غنی ہے اور اگر نفع
تجارتکا خرچ سالیانہ کو اوسکی وفا نہ کرے اور پونجی بہی تمام اوسکی اوس کے
خرچ کو وفا نکرے اور نفع اور سرمایہ دونو ملکر ہی وفا اوسکے خرچ کو نکرین اس
طرح پر کہ اگر بتدریج اصل کو کہ جس سے تجارت کرتا ہے اور اوسکی
نفع کو خرچ کرے تو اوس کے خرچ سالیانہ کو مکتفے نہو ان تینون
صورتون مین سب کے نزدیک زکوۃ لے سکتا ہی اور ایسی ہی وہ
پیشہ ور کہ پیشہ اوس کا اوسکی خرچ کو وفا نہ کرے تو زکوۃ لے سکتا ہی
پس بعض کے نزدیک تو بقدر ضرورت لیگا اور بعض نے کہا ہی کہ
جب فقرا نے صادق آیا تو جسقدر چاہین اوسقدر لین اور ظاہر اززیادہ قدر ضرورت
سے نہ لینا سنت ہو اور اگر گہر بقدر ضرورت اپنی اور عیال اپنی یا غلام یا گہوڑا یا شتر
بقدر احتیاج اپنے کے رکہتا ہو تو یہ زکوۃ کے لینے سے منع نہین کرتی
ہین لیکن اگر گہر بہت بڑا ہو کہ ان پر زیادہ ہو یا گہوڑا بیش قیمت ہو
کہ اونکو بیچکر اور گہر اور اور گہوڑا موافق اپنی احتیاج کی دوسرا خرید سکتا ہو
اور باقی قیمت کو اپنی معاش مین صرف کر سکتا ہو تو احوط یہ ہی
کہ زکوۃ نہ لے اور احوط یہ ہی کہ زیادہ ایک گہوڑے اور ایک غلام
سے نہ رکہے اور اگر زیادہ رکہتا ہو اور قیمت اوس زیادہ کی اوس کے
قوت سال بہر کو وفا کرے تو اوسکا بیچنا واجب نہین ہے اور زکوۃ لے سکتا ہے

اور بعض نے استثنا کیا ہے ضروریات کتابت اور جامہ تجمل اور کتب علمیہ
کو کہ جو ضرور ہون اور ظاہرا عمل ایپر کر سکتا ہے حاصل یہ کہ جو کچھ ضروریات
نہین وہ مانع لینے زکوۃ کے نہین اور اگر کوئی شخص دعوے فقر کا
کرے اگر صاحب مال اوس کے فقر کو جانے تو اوسکو زکوۃ دیدیوے
والا اگر اوسکو جھوٹا جانے تو نہ دے اور اگر اوسکی حال کو نہ جانے
پس اگر عادل ہو تو اوس کو دے اور اگر عدالت اوسکی ظاہر نہو
اور فقر اوس کا ظاہر ہو تو احوط یہ ہے اوسکی حال کو دریافت
کرے تا گمان فقر حاصل ہو اور بے تفحص کے بھی دے سکتا ہے
اور اگر دو عادل اوس کی فقر کی گواہی دین تو بے دغدغہ اوسکو دیوے
ہر چند کہ پہلے مالدار ہو خصوص جبکہ دو عادل گواہی دین کہ مال اسکا تلف
ہوگیا ہی اور بعض نی کہا ہی کہ اگر دعوے کرے کہ مال میرا تلف ہوگیا ہی
اور پھر اپنی مال کے تلف ہونے اور اپنی فقر پر قسم کہاوی تو دینا چاہیے اور
ظاہرا در صورت امکان گواہ مقدم ہین قسم پر **فائدہ** واجب نہین ہے
کہ جو کچھ فقیر کو دین تو یہ کہین کہ یہ زکوۃ ہے بلکہ کافی ہے نیت اسطرح پر کہ بواسطہ
خدا کے زکوۃ اپنے مال کی دیتا ہون حسب قیمت اوسکے فقر اور استحقاق کا یقین
رکھتا ہو اور اگر کوئی شخص ایسا ممتاز ہو کہ زکوۃ کے نام سے اوسکو
نہ دے سکتی ہون تو بہتر یہ ہے کہ بعنوان ہدیہ اوس کے پاس بھیجین
اور قصد زکوۃ کا کرین اور اگر بعد دینے زکوۃ کے ظاہر ہو کہ
یہ مستحق نہ تھا پس اگر دینے کے وقت خوب اوس کے
حال کا تفحص کر لیا ہو مثل اس کے کہ دو عادلون
سے گواہی لے لی ہو یا اوس کے ساتھ معاشرت کے ہو

اور عین مال مستحق کے پاس تلف ہو گیا ہو تو مالک دوسری دفعہ پھر زکوۃ دیگا اور ایسی

اگر عین مال باقی ہو اور یہ اوسکو ندل سکتا ہو کہ اوس سے لیکر دوسری کو دیدے تو

زکوۃ ندیگا ایسی ہی اگر زکوۃ امام کو یا نایب خاص امام کو یا نایب عام امام

کہ عبارت مجتہد یا محدث جامع الشرایط عادل ہی سے دی ہو تو مالک

بری الذمہ ہو جائیگا ولیکن اگر نایب خاص یا عام نے تفحص نہ کیا ہوگا تو

ضامن رہیگا اور ایسی ہی اگر مالک نے تفحص اوسکی حال کا کیا ہوگا تو دوسری

دفعہ پھر دیگا اور اگر عین باقی ہوگا تو پھیر لیگا اور اگر تلف ہو گیا ہوگا پس اگر وقت

دینی کے کہا ہو کہ یہ زکوۃ ہے اور ممکن ہوگا پھیر لینا تو پھیر لیگا اور اگر نہین کہا

یہ زکوۃ ہے تو مشکل ہوگا پھیر لینا تیسری مستحقین زکوۃ سے عامل ہین اور وہ ایک

جماعت ہی کہ امام نے ان کو مقرر کیا ہو زکوۃ کے لینے کے واسطے لوگون سے یعنی

سے زکوۃ کو جمع کرکر امام کی خدمت مین حاضر کرین اور امام اوسکو مستحقین

تقسیم کرے اور ان کو ہی دی اور غیبت امام مین اگر فقیہ جامع الشرایط

قدرت عامل کی مقرر کرنے پر رکھتا ہو اور نصب کرے تو اون کو زکوۃ دی گا

چوتھی مؤلفۃ القلوب ہین یعنے وہ لوگ فرقہ کفار سے کہ جنکو امام بواسطہ

کہ اسلام سے الفت کرین زکوۃ دیتی ہے مگر چونکہ یہ دونون صنفین امام سے

تعلق رکھتی ہین لہذا حکم انکا بیان نہین کیا گیا پانچوین مستحقین زکوۃ

فی الرقاب ہین اور وہ ایک حصہ ہی زکوۃ سے کہ غلامون کے آزاد کرنے مین خرچ

ہوتا ہے اور وہ تین قسم پر ہے ایک اون مین سے یہ ہی کہ جس غلام کو آقا اوسکا

سکے کہ تو اتنا روپیہ کما دے اور آزاد ہو جا اور زمانہ ادائی زر کتابت کا قریب پہنچے

اور غلام ادا کرنے سے عاجز آ گئے تو زکوۃ مین سے اوسکو دینگے کہ وہ آقا کو دیکر آزاد

ہو جائے اور زیادہ توضیح اسکی کتب مبسوطہ مین ہے اور دوسرے وہ غلام ہے

جس پر آقا ظلم کرتا ہو تو بس مال زکوٰۃ سے اوسکو خرید کر آزاد کرینگی بلکہ بمجرد خرید
وہ آزاد ہو جائیگا سے جلے الظاہر تیسرے یہ کہ اگر کوئی شخص مستحق لینے زکوٰۃ کا
نہ پایا جائیگا تو کسی غلام کو خرید کر آزاد کر دینگی مگر غلام شیعہ اثنا عشریہ ہو اور
صالح ہو تو اور بہتر ہے چوتھے مستحقین زکوٰۃ سے قرضدار ہین بشرطیکہ مال کو قرض
کے معصیت خدا مین صرف نہ کیا ہو مگر آئندہ کو توبہ کرین اور اگر عادل
دعوی قرضدار ہونیکا کرے یا دو گواہ عادل کسی کے قرض کی گواہی دین تو
دینا ان کو زکوٰۃ مین سے جایز ہوگا بلکہ بغیر اسکے بھی مدعی قرضہ کو دی سکتی ہین
واسطی کہ افعال مسلمین کے محمول ہین صحت پر ساتوین فی سبیل اللہ یعنی راہ خدا
مین زکوٰۃ کا خرچ کرنا جیسا کہ حاجیون اور زوارون پر ایثار کرنا اور پل اور سرا
وغیرہ بنوانا اور کتب دینیہ کا لکھوانا اور چھپوانا اور اگر غیبت امام[ع] مین کوئی فرقہ
مخالف شیعون پر چڑھ آئے اور دفع کرنا اوسکا لازم ہو تو زکوٰۃ مین سے
دفع کرنیوالون کو موافق اونکی خرچ راہ اور سواری وغیرہ کے دینا ضرور
ہوگا پس اگر وہ دفع کرنیکو جائینگے اور اگرچہ مدافعہ اور جنگ انمین
واقع نہو تو جو کچھ اونکو دیا ہی اونکو پھر نہ لینگے والا اگر بچ جائیگی تو پھیر لین گے
اور غیبت امام مین جہاد درست نہین آٹھوین ابن سبیل ہین یعنی وہ لوگ
جو مسافرت مین ہون اور گھر تک جانے کا خرچ اونکی پاس باقی نرہا ہو
زکوٰۃ مین سے اونکو خرچ راہ دین گے بشرطیکہ سفر اونکا مباح ہو نہ معصیت
مگر یہ کہ توبہ کرین معصیت سی اور بھی مہمانی مین مسافرین کے خرچ کرنا جایز ہے
بشرطیکہ فقیر ہون اور بعض نے مطلق جایز کہا ہی + + + + + + +

فصل آٹھوین بیچ اوصاف اور شرائط مستحقین زکوٰۃ کی اور وہ کئی شرطین ہین
شرط اول یہ کہ شیعہ اثنا عشریہ ہوان پس غیر اثنا عشری کو دینا

زکوٰۃ کا جایز نہین اور اگر فرق اسلام سے کوئی شخص شیعہ اثنا عشری ہو جا
اور زکوٰۃ اپنی اہل ملت کو دیچکا ہو توپہر دوبارا شیعہ اثنا عشری دی گا اور
اطفال شیعہ کو بہی چاہیئی کہ زکوٰۃ مین سے کسی عادل کو دین تاکہ وہ انکی واسطے
خرچ کری یا انکی والیون کو دین تاکہ وہ انکی خور و نوش مین خرچ کرین
اور احوط یہ ہے کہ زکوٰۃ کے لینے والے سوائے مولفین کے عادل ہون اور اقل
یہ ہے کہ گناہ کبیرہ سے پرہیز کرتے ہون خصوص شراب پینی والی کو
نچاہیئی دینا اگرچہ وہ شراب مین خرچ نکرے مگر عامل زکوٰۃ یعنی جمع
کرنیوالے زکوٰۃ کے شرط یہی کہ عادل ہو **شرط** دوسری یہ ہی کہ زکوٰۃ
لینے والے مالک کے واجب النفقہ ہون مثل باپ اور ماں اور دادا اور
دادی اور فرزند اور فرزند زادی اور بی بی اور غلام اور لونڈی کے کہ ان کو
زکوٰۃ دینا جایز نہین مگر جورو خاوند کو اپنی زکوٰۃ دے سکتی ہے اگرچہ خاوند
اوسکو لیکر بی بی کی صرف مین خرچ کرے اور جو شخص کہ وظیفہ رکھتا ہو
کہ اوسمین اوسکی اوقات گذر سکتی ہو تو احوط یہ ہی کہ وہ زکوٰۃ نہ لے
اور اگر کسی شخص کو اپنی عیال مین کر لیا ہو تو تبرعًا اوسکو زکوٰۃ دے سکتا ہی
اور احوط یہ ہی کہ جو کچھہ اوسکی واسطی صرف و خرچ کرتا ہو اوسکو زکوٰۃ مین
محسوب نکرے اور بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ اپنے یگانون کو کہ جو پریشان حال ہون
دیوے اور جو انسے بچ رہے تو اون ہمسایون کو دے جو پریشان ہون
اور بعد اون کے اون مستحقین کو دے کہ جنکو ہر سال دیتا ہی اون کے
استحقاق کی جہت سے اور اگر واجب النفقہ قرضدار ہو تو جایز ہے کہ
قرض اوسکا زکوٰۃ سے ادا کر دے اور اگر باپ اوسکا کسیکا غلام ہو تو اوسکو
زکوٰۃ مین سے خرید سکتا ہے مگر پہر وہ آزاد ہو جائیگا **شرط** تیسری

یہ بھی کہ مستحق زکوٰۃ بنی ہاشم مین سے ہو جبکہ زکوٰۃ دینے والا بنی ہاشم ہو اور اگر ہاشمی
ہو تو غیر ہاشمی کو دے نہیں سکتا ہی اور ہاشمی منحصر ہے بیچ اولاد عبد المطلب کی اور اب
اولاد حضرت عبد المطلب کی منحصر ہے بیچ اولاد ابوطالب اور عباس اور حارث
اور ابولہب کی اور اولاد حضرت عبد اللہ کی منحصر تھی بیچ حضرت سید المرسلین ص
کے اور سارا اولاد آپکی جناب فاطمہ ع اور جناب امیر المومنین ع سی ہے مردون مین
تو حضرت امام حسن ع اور حضرت امام حسین ع اور حضرت محسن ع کہ بصدمہ ضرب
شدید کے شکم سی ساقط ہوکر شہید ہوئی اور بعد اون کے جناب سیدہ بھی
اوسی ضرب کے صدمہ سی شہید ہوئین پس عالم مین اولاد جناب رسول مقبول کی
حسنین ع سی پہیلے اور خداوند عالم نی دنیا کو عجب طرح اپنی اوس جناب کی
اولاد سی بہر دیا اور بنی امیہ وغیرہ دشمنان جناب رسولخدا ص سے اثر باقی نچھوڑا
جیساکہ سورہ کوثر مین فرماتا ہے ان شانئک ہو الابتر اور اب اس زمانہ
مین اولاد حضرت عباس سے کوئی باقی نہین رہا ہے اور ایسی ہی اولاد حارث
اور ابولہب سے بھی کوئی باقی نہین ہی مگر نادر اور ابوطالب اور جعفر اور عقیل سے
اولاد بہت پیدا ہوئی الا نسب اون کا بالفعل ازراہ تواتر کے ظاہر نہین ہوتا
بہرحال اس جماعت کو زکوٰۃ غیر ہاشمی کے نہ دینا چاہئی بشرطیکہ باپ
کیطرف سی ہاشمی ہوین اور اگر مان کی طرف سی ہاشمی ہون تو احوط یہ ہی
کہ ایسون کو بھی نہ زکوٰۃ مین سے دین اور نہ خمس مین سی بلکہ رد مظالم مین سے
دین اور اگر ہاشمی کو خمس وفا نکرے تو زکوٰۃ مین سے ان کو اسقدر دین کہ جسمین
ان کا سال پورا ہوجائی اور احوط یہ ہے کہ ایک روز کے قوت سی زیادہ
ندین بلکہ غایت احتیاط یہ تھی کہ بقدر سد رمق ان کو دین اور زیادہ ندین مگر زکوٰۃ
تنہی غیر ہاشمی کی ہاشمی لیسکتا ہے بلکہ ظاہر یہ تھی کہ اور اسباب مین بھی

... اوقت ہی نیت کرے

... احوط ہی خصوص جسوقت کہ بہت فاصلہ ہوگیا ہو

... ہی کہ قصد اوسکا زکوٰۃ کے دینی سے اطاعت امر الٰہی کی ہو اور اگر

نیت وجوب اور ندب کی کرے تو بہتر ہے اور اگر زکوٰۃ مال کی بہی اسکے ذمہ پر ہو اور زکوٰۃ

فطرہ بہی اور وقت دینی کے اسکے ذہن مین ہو کہ یہ زکوٰۃ فطرہ ہے تو کافی ہے اور بہتر

یہ ہی کہ وقت جدا کرنے زکوٰۃ کے اسطرح پر نیت کرے کہ اس صاع کو نکالتا ہون مین

اپنی مال مین سے واسطے اپنے فطرے کے یا اپنے عیال کے فطرے کے اس جہت سے

کہ واجب ہی قربۃً الی اللہ اور اگر وجوب اور ندب ظاہر نہو تو بہتر یہ ہی کہ فقط

قربت کا قصد کرے یا تردید کرے کہ اگر مجہپر زکوٰۃ واجب ہی تو یہ واجب ہی اور

اگر سنت ہی تو یہ سنت ہی قربۃً الی اللہ اور احوط ہی کہ وقت دینی کے بہی

نیت کرے اور وقت جدا کرنے زکوٰۃ کا شام شب عید سے تا وقت ظہر روز

عید ہے پس اگر ما بین اس مدت کی اسنی فطرہ کو جدا کیا اور نیت کرلے

تو کافی ہے اگرچہ بعد ظہر مستحق کو دے اور احوط یہ ہے کہ پہلے نماز عید سے

مستحق کو دیدے اور اسمین کئے مسئلہ ہین اول یہ کہ اگر کوئی شخص پہلے شام سے

بالغ ہو جائی یا اسلام قبول کرے یا دیوانہ ہوشیار ہو جائی یا فقیر قوت سال

بہر کا بہم پہنچائی تو زکوٰۃ فطرہ اسپر واجب ہو جائیگی اور اگر بعد شام کے

ظہر تک یہ عذر ان سے برطرف ہون گے تو زکوٰۃ انپر مستحب ہوگی نہ واجب

اور ایسی ہی اگر کوئی شخص پہلے شام سے مالک غلام کا ہو جائی یا فرزند پیدا

ہو تو اوس شخص پر زکوٰۃ ان کی واجب ہوگی اور اگر بعد شام کی ظہر تک مالک

بندہ کا یا صاحب فرزند کا ہوگا تو زکوٰۃ سنت ہوگی مسئلہ دوسرا اگر زوجہ اسکی

گہر مین ہو اور اسکا کہانا کہاتی ہو اگرچہ ناشزہ ہو اور اسکی اطاعت واجبہ اور ...

غیر زکوٰۃ واجبی کے مثل نذر اور کفارات اور رد مظالم کے لیسکتا ہے + + +

فصل نوین بیچ بیان اخراج زکوٰۃ کے تقسیم کرنیوالا زکوٰۃ کا مستحقین پر

دراصل امام ؑ ہے یا نایب امام مثل عامل کے اور ایسی ہی مالک اور نایب مالک بہم
مثل وکیل اور باپ اور دادا کے تقسیم کر سکتا ہی اور احوط یہ ہے کہ زکوٰۃ کو امام ؑ
کے پاس بھیجے خصوصاً اموال ظاہرہ مثل غلات اور مواشی کے علی المشہور
اور اگر امام ؑ یا نایب امام ؑ زکوٰۃ کو طلب کری تو واجب ہی کہ اونکی پاس
پہونچادی اور اگر اس صورت مین آپ تقسیم کریگا تو وہ مجزی اور کافی نہوگا
پھر ثانیا اسکو دینا پڑیگا اور عامل بھی بے رخصت امام ؑ کے تقسیم نکری گا
اور افضل یہ ہی کہ جتنی صنفین مستحقین کے ہون سب کو دی اگر ممکن ہو اور
اقلا یہ کہ ہر صنف مین سے تین تین آدمیون کو دے اور سبکو پہنچانا ضرور
نہین بلکہ ایک آدمی کو تمام زکوٰۃ ایک دفعہ دی سکتا ہی مگر فقیر کو
احوط یہ ہے کہ زیادہ قوت ایک سال اوسکی اور اوسکے عیال کی سی نہ دے
خصوص جسوقت فقرا بہت ہون اور بہتر یہ ہے کہ جسکی عیال بہت ہے
اوسکو زیادہ دی اور علما اور اتقیا اور صلحا کو سب پر مقدم رکھی
اور بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ گاو اور گوسفند اور شتر کے صاحبان تجمل کو
دے یعنی وہ لوگ کہ پہلی صاحب ثروت اور دولت کی تھے اور اب
پریشان ہوگئے اور واجب ہی کہ جسوقت زکوٰۃ امام ؑ کو یا عامل کو یا
مستحقین کو دے تو اس طرح پر نیت کرے کہ زکوٰۃ اپنی مال کے
دیتا ہون واجب قربۃً الی اللہ اور اسکو تردد ہو کہ مال میرا زکوٰۃ

میرا باقی ہے تو یہ زکوٰۃ اوسکی ہی ورنہ صدقہ سنتی ہی تو اسطرح پر قصد کرنا صحیح ہی
اسواسطی کہ تردید نیت مین نہین ہی بلکہ تردید منوی مین ہے اور اگر اسطرح پر
نیت کری کہ اگر مال غایب میرا باقی ہو تو یہ زکوٰۃ ہو یا صدقہ تو یہ صحیح نہین اسواسطے
کہ یہ تردید نیت مین ہے اور تردید نیت مین صحیح نہین اور اگر مالک نے نیت نہ کی
اور امام یا عامل یا مجتہد یا وکیل نیت کر لے تو کافی ہے مگر دونونکی نیت
کرنا بہتر ہے اور احوط یہ ہے کہ تعیین نوع زکوٰۃ کا ہی یون نیت مین کر لے کہ یہ
زکوٰۃ مال کی ہی یا فطرہ ہے اور اگر اسکی پاس چالیس گوسفند اور پانچ شتر ہون
اور دو گوسفند ان مین اسپر واجب ہوتی ہون اور یہ دو گوسفند زکوٰۃ مین دے
اور قصد زکوٰۃ کا کرے تو یہ ہی کافی ہے اگرچہ بہتر یہ ہی کہ ایک گوسفند پر قصد
زکوٰۃ گوسفندون کا کرے اور ایک پر قصد زکوٰۃ شتر کا اور واجب ہے
کہ جسوقت اسپر زکوٰۃ واجب ہو جاتی اوسیوقت زکوٰۃ کو دی ہان اگر کوئی مانع
دینی زکوٰۃ کا ہو مثل اسکی کہ انتظار عامل کا کرتا ہو یا مستحق میسر نہ آتی تو اسصورت مین تاخیر کر سکتا ہے
مگر بہتر یہ ہی کہ دو مہینے سی زیادہ تاخیر نکری اور بیعذر بہی دو مہینی تک تاخیر کر سکتا ہی مگر کرو
ہی تاخیر کرنا اور اگر بی عذر تاخیر کری گا اور زکوٰۃ تلف ہو جاتی گی تو یہ ضامن اوس کا
رہی گا اور احوط یہ ہی کہ جس جگہہ زکوٰۃ نکالے وہین اسکے مستحقین کو دی اور
اگر ندیگا اور دوسری جگہہ باوجود موجود ہونے مستحقین کے نقل کری گا
اور زکوٰۃ تلف ہو جاتی گی تو ضامن رہیگا اور اگر وہان مستحقین نہ پائی جاتین
اور اوسکو نقل کری اور تلف ہو جاتی تو اسپر ضمانت نہوگی اور جایز نہین
کہ پہلے وقت وجوب کی زکوٰۃ کو دی مگر ہان کسی مستحق کو قرض دیدے
کہ آخر تک او مستحق رہے صفت استحقاق پر باقی رہی

اگرچہ مستحق اس ہی مال سی غنی ہو گیا ہو اسطرح پر کہ اگر یہ مال اوس سے
لے لیا جاوی تو پہر وہ فقیر ہو جاوی ہان اگر وہ مال کی لینی سی فقیر نہ ہو جاوی تو مال
اوس سی لیکر دوسری کو دیدی مگر یہ لازم نہین کہ پہلی اوس سے مال کو لیلے تاکہ وہ
فقیر ہو جاوی اور پہر اوسکو دین بلکہ اوسپر حساب کرلین اور زکوۃ مین اوسکو
محسوب کر دین — اور اگر چالیس گوسفند رکہتا ہو اور سال سی پہلی ایک
گوسفند کسی کو قرض دیے تو وہ زکوۃ اوسپر سی ساقط ہو جاویگی اور اگر زیادہ
چالیس سی رکہتا ہو اور زیادتی کو قرض مین دیے تو اوسپر زکوۃ واجب ہی
اور اگر ایک گوسفند کو قرض دی اور قرض لینی والا مستحق زکوۃ ہو اور پہلی سال
بچہ جنے تو بچہ اوسکا مستحق کا ہے فقط گوسفند کو یہ لیلیگا اور چاہی گا تو دوسری
مستحق کو دیدیگا اور ایسی ہی اگر فقیر غنی ہو گیا ہو یا فاسق ہو گیا ہو تو اوس سی
بہی زکوۃ کو پہیر لیگا اسواسطی کہ فاسق کو زکوۃ دینا جایز نہین اور اگر گوسفند کہ جسکو قرض
لیا ہے دبلا ہو جاوی تو جیسا گوسفند کہ اوسنے لیا تہا ویسا ہی پہیر کر دیگا مگر پہیر نیسے
کہ مالک اوس لاغر گوسفند کو اوس سے لیلے اور سنت ہی کہ وقت کہیتی کاٹنی
کے اگر فقرا حاضر ہون تو ہر فقیر کو ایک ایک دستہ گندم کہ جسقدر اسکی ہاتہہ
مین آوی دیے اور وقت چننی خرما اور انگور کے ایک ایک مشت اون کو دی
مگر زکوۃ مین حساب نکری اور بعض نی اسکو واجب جانا ہی اور احوط عدم ترک
ہے

مطلب دوسرا بیچ بیان فطرہ کے اور اسمین کئی فصلین ہین

فصل پہلی بیچ وجوب زکوۃ فطر کے پس زکوۃ فطر واجب نہین ہوتی مگر
تین شرط سی ایک اون مین سی تکلیف ہی یعنی بالغ ہونا پس غیر مکلف کے
مثل صبی اور مجنون کے زکوۃ واجب نہین ہے اور ایسی ہی جو شخص کہ شام

پس جبکہ معدن سے

وراج مشہور یہ ہی کہ ان چیزون

بعضوں کے نزدیک ایک دینار اسکا

اشرفی ہی یعنی قیمت انکی اس حد کو پہونچی

کہ حصہ ایک کا نصاب کو پہونچی اور گنج یعنی مال مدفون تحت الارض پس

مسلمان ہو کر سکو کہ سکہ اسلام ہو یا دار اسلام مین پاتین مگر اسلام کا سکہ نہ رکھتا ہو

پس اگر طلائی ہی تو بیس دینار کو پہونچی اور اگر نقرہ سے تو دو سو درہم کو پہونچے

تو خمس اوسکا دین اور جو سوای ان کے اور کوئی چیز ہو تو خمس اوسکا دین بشرطیکہ

قیمت اوسکی ایک آن دو نصابون کو پہونچے ورنہ خمس واجب نہو گا اور اگر خزا

سکہ اسلام کا رکھتا ہو یا کسی اور علامت سی معلوم ہو کہ یہ خزانہ مسلمان کا ہے

تو مشہور میان علما یہ ہی کہ وہ لقطہ کا حکم رکھیگا یعنے اول سال بہر تک اوسکی تعریف

کراتین گے منادی اور غیر منادی کے ساتھ پس اگر صاحب اوسکا پیدا ہو جا

تو وہ اوسکو دیدینگی ورنہ پانیوالے کو اختیار ہو گا کہ چاہی خود اوسکا مالک

اور یا اوسکو تصدق کردی یا امانت رکہی مگر صورتین اولین مین اگر صاحب

پیدا ہو گا اور وہ راضی نہو گا تو عوض اوسکا اس شخص کو دینا پڑی گا اور ظا

یہ ہی کہ اگر زمین کے اوپر سے پایا جاتی تو لقطہ ہی اور اگر زمین کے نیچے سے پا

تو خزانہ ہی خواہ اثر اسلام کا رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اور ایک جماعت ہی اسی

قایل ہوتی ہے اور خالی قوت سی نہین ہے اور اگر خزانہ اپنی ملک مین

تو وہ اوسی کا ہی اور جو اسمین ہی خمس دی تو احوط ہی اور اگر زمین کو خ

اور اوسمین دفینہ نکلی تو بایع سے شناخت کرا ای خواہ بایع دوسر

پس اگر بایع نشان دے ایسا کہ جس سے ظن اوسکے صدق کا حا

هان اگر بعد شام بیهوشی هوجاتی اور قبل نماز ظهر هوش مین آجاے تو احوط
اوسپر زکوة هی **شرط** دوسری آزادی هے پس غلام پر زکوة فطره واجب نهین
هوتی خواه مطلق غلام هو یا مدبر یا ام ولد یا مکاتب مشروط یا مکاتب مطلق که جبکه
کچهه آزاد نهوا هو اور اگر غلام کچهه مال کتابت مین سی ادا کرکر ربع یا نصف آزاد هوجایگا
تو به نسبت آزادی کے زکوة اوسپر واجب هوگی اور نسبت حصه غیر آزادی کے
آقا پر واجب هوگی اور احوط مکاتب مطلق مین یه هی که آقا سے اذن لیکر خود
زکوة کو دے اور ایسی هی جبکه بعض آزاد هوگیا هو اور بعض بنده هو تیسرے
غنا هے پس فقیر پر زکوة واجب نهین هوتی اور فقیر وه شخص هی که جو ایک سال کے
قوت اپنی اور اپنی عیال واجب النفقه کا مالک نهو اوس تفصیل پر که گذرا اور
اگر کوئی شخص ایسا کسب کرتا هو که اوسکی معاش اوسمین گذرتی هو اور مقدار فطره هی
اوسمین بچ رهتا هو تو بعید غنا اوسپر زکوة فطره واجب هوگی اور اگر مقدار فطره
نه بچ رهتا هو تو بنا بر مشهور اسصورت مین بهی زکوة دیگا اور یه احوط هی اگرچه
اظهر عدم وجوب هے اور شخص فقیر کو سنت هی که ایک صاع اپنی طرف سی
ایک شخص کو اپنی عیال مین سی دی اور وه دوسری کو دے اور وه تیسری کو دی
اور شخص آخیر کسی مستحق کو دیدے اور اگر شخص آخر پهر پهلی هی کو دیدی که وه اپنے
صرف مین لاتی تو ظاهرا یه بهی کافی هی اور اگر کسی شخص نی دوسری کو عیال اپنے مین داخل
کیا هو تو واجب هی که اوسکی طرف سی بهی زکوة فطره دے اور معنی عیلولت یعنی عیال
کرنے کے یه هین که کوئی شخص کسی شخص دوسرے کے امور ضروری اور موَن
یعنی خرچ اکل وشرب وغیره کا کفیل هو اور بعض علما نے فرمایا هی که تحقیق عیلولت مین
رجوع کیجای گی طرف عرف کی غرض که مجرد اعانت بغیر کفالت سب امور ضروریکی
تحقق عیلولیت کا ثابت نهین هوتا اور جبکه شرایط وجوب فطری کی متحقق

ہون تو واجب ہی کہ فطرہ نکالے اپنی طرف سی اور اوس شخص کی طرف سے
کہ جسکا نفقہ اسپر واجب ہی بشرطا اسکی کہ وہ شب عید مہمان کسی اور شخص کا
نہوا ہو اور اگر اور کسی شخص کا مہمان ہوا ہوگا تو اوس شخص پر کہ جسکا یہ مہمان ہوا ہے
فطرہ اوسکا واجب ہوگا اور ایسی ہی جو شخص کہ اسکی گہر مین ہو مہمان ہو یا غیر
مہمان کہ آخر روز ماہ رمضان پیش از شام اسکے گہر مین آئی ہو اور افطار کری
تو علی الاظہر فطرہ اوسکا صاحب خانہ پر واجب ہوگا اور اگر بعد شام آئی خواہ
افطار کرے یا نہ کرے تو صاحب خانہ پر فطرہ اوسکا واجب نہوگا اور اگر پیش از
شام داخل ہوا اور افطار نہ کرے تو احوط یہ ہی کہ دونون دین یا ایک شخص
دوسرے سی اذن لیکر مستحق کو دے قربۃ الی اللہ اور اگر کوئی شخص اسکی عیال
تو نہو مگر نفقہ اور کسوت اوسکا یہ شخص دیتا ہو اور وہ شخص اوسکی گہر مین ہو
اسکے گہر مین نہو تو زکوۃ اوسکی اس نفقہ دینی والی پر نہوگی اور ایسی ہی شب عید
اگر پہلی شام سی کہانا ہمسایون کی واسطی بہیجی یا فقیر کو کچہہ دی یا کوئی شخص
ماہ رمضان المبارک مین مہمان اسکا ہو اور شب عید دوسری جگہہ افطار کرے
یا بعد شام عید کچہہ کہا کر اسکی گہر مین آئی یا کوئی چیز نہ کہائی ہو اور بعد شام آئی
علی الاظہر اسپر زکوۃ واجب نہوگی اور احوط یہ ہی کہ اگر عیال اسکی اسکی
واجب النفقہ نہون یا مہمان کو پیش از شام طلب کری اور وہ بعد شام
کچہہ نہ کہا کر اسکے گہر مین آنکر کہائین تو اس صورت مین زکوۃ انکی بہی دے
اور اگر ان مین بہی شرایط وجوب زکوۃ کے پائی جاتے ہون تو آپ ہی
زکوۃ دین اور اگر غنی مہمان فقیر کا ہو یا زوجہ غنی ہو اور زوج فقیر ہو تو احوط
یہ ہی کہ مہمان غنی اور زوجہ غنیہ اپنی زکوۃ آپ دین اور میزبان اور زوج کی
ذمہ سے زکوۃ اون کی ساقط ہوگی اور واجب ہے کہ جس وقت زکوۃ مستحق کو

...ی وقت بھی نیت ...

... احوط ہی خصوص جسوقت کہ بہت فاصلہ ہوگیا ہو

... ی کہ قصد اوسکا زکوۃ کے دینی سے اطاعت امر الٰہی کی ہو اور اگر
نیت وجوب اور ندب کی کرے تو بہتر ہے اور اگر زکوۃ مال کی بھی اسکے ذمہ پر ہو اور زکوۃ
فطرہ بھی اور وقت دینی کے اسکے ذہن مین ہو کہ یہ زکوۃ فطرہ ہے تو کافی ہے اور بہتر
یہ بھی کہ وقت جدا کرنے زکوۃ کے اسطرح پر نیت کرے کہ اس صاع کو نکالتا ہون مین
اپنی مال مین سے واسطے اپنے فطرے کے یا اپنے عیال کے فطرے کے اس جہت سے
کہ واجب ہی قربۃ الی اللہ اور اگر وجوب اور ندب ظاہر نہو تو بہتر یہ ہی کہ فقط
قربت کا قصد کرے یا تردید کرے کہ اگر مجہپر زکوۃ واجب ہی تو یہ واجب ہی اور
اگر سنت ہی تو یہ سنت ہی قربۃ الی اللہ اور احوط ہی کہ وقت دینی کے بھی
نیت کرے اور وقت جدا کرنے زکوۃ کا شام شب عید سے تا وقت ظہر روز
عید ہے پس اگر ما بین اس مدت کی اسنی فطرہ کو جدا کیا اور نیت کر لے
تو کافی ہے اگرچہ بعد ظہر مستحق کو دے اور احوط یہ ہے کہ پہلے نماز عید سے
مستحق کو دیدے اور اسمین کئی مسئلہ ہین اول یہ کہ اگر کوئی شخص پہلے شام سے
بالغ ہو جائے یا اسلام قبول کرے یا دیوانہ ہوشیار ہو جائے یا فقیر قوت سال
بھر کا بہم پہنچائے تو زکوۃ فطرہ اسپر واجب ہو جائیگی اور اگر بعد شام کے
ظہر تک یہ عذر ان سے برطرف ہون گے تو زکوۃ انپر مستحب ہوگی نہ واجب
اور ایسی ہی اگر کوئی شخص پہلے شام سے مالک غلام کا ہو جائے یا فرزند پیدا
ہو تو اوس شخص پر زکوۃ ان کی واجب ہوگی اور اگر بعد شام کی ظہر تک مالک
بندہ کا یا صاحب فرزند کا ہو گا تو زکوۃ سنت ہوگی مسئلہ دوسرا اگر زوجہ اسکی
... مین ہو اور اسکا کہانا کہاتی ہو اگرچہ ناشزہ ہو اور اسکی اطاعت ...

اور فرمانبرداری نکرتی ہو تو بہی فطرہ

عید پیش از شام زوجہ اسکی کسی اور شخص کی عیال بعین ... ہو جائیگی اور روزہ

افطار کریگی تو اسصورت مین شوہر پر اوسکی فطرہ اوسکا واجب نہوگا بلکہ

اوس عیال کنندہ پر واجب ہوگا اور اگر عیال کسیکے نہو اور مطیعہ بہی ہو اور اپنی

مال سے افطار کرے نہ شوہر کی مال سے تو مشہور یہ ہی کہ فطرہ اوسکا

شوہر ہی پر واجب ہوگا اور ایسی ہی اگر ناشزہ ہو یعنی نافرمان تو

اس صورت مین اور مذہب بعض علما کے یہ ہی کہ اوس عورت ہی پر

زکوۃ واجب ہوگی اور احوط یہ ہی کہ دونون دین **مسئلہ تیسرا** غلام

و کنیز کہ جو آقا کے عیال ہون پس زکوۃ فطرہ انکی آقا پر واجب ہو گئے

اور اگر عیال دوسری کی ہون گے تو اوس دوسری پر زکوۃ انکی واجب

ہوگی اور اگر وہ اپنی کسب سی کہاتے ہون گے اور حاضر ہی ہونگے

تو اونکی زکوۃ بہی آقا ہی پر واجب ہوگی اور اگر بہاگے ہوئے ہون گے یا

غایب ہونگی اور خبر اونکی زندگی کی پہونچی ہوگی تو مشہور یہ ہی کہ اسصورت

مین بہی زکوۃ اونکی آقا ہی پر واجب ہوگی اور اگر اونکی خبر نہ پہونچی ہوگی اور

ایک مدت اونکی غیبوبت گذر گئی ہوگی تو ایک جماعت نے کہا ہی کہ زکوۃ

اونکی آقا ہی پر واجب ہوگی جب تک کہ اونکی موت کی خبر نہ پہونچی ہو

مسئلہ چوتہا پدر و مادر اور جد و جدہ اور فرزند اور فرزند زادی اگر

فقیر ہون تو نفقہ ان کا واجب ہی پس اگر نفقہ اس شخص کا کہاتی ہونگے

تو فطرہ ان سب کا اسی شخص پر واجب ہوگا اور اگر عیال دوسری کی

ہون گے تو اوس دوسری پر واجب ہوگا اور اگر واجب النفقہ

ہونگے اور یہ اون کو نفقہ ندیتا ہوگا تو بہی بنا بر مشہور فطرہ اون کا

...را اوسیر اور...

مسئلہ پانچوان اگر کسی شخص کا فطرہ

...ب ہو اور وہ دوسرا شخص اوسکی طرف سے دیدیتا تو اوسکی ذمہ سے

ساقط ہو جائیگا اور اگر یہ شخص جانے کہ وہ شخص دوسرا اسکی طرف سے

فطرہ نہ دیگا اور وہ شخص کہ جسپر اسکا فطرہ واجب ہو فقیر ہے تو احوط یہ ہی کہ وہ آپ

دے خصوص جسوقت کہ اس غنی نے اپنی چیز سے افطار کیا ہو بلکہ احوط یہ کہ

وہ غنی شب عید اپنی مال سے افطار کرکے فقیر کے گہر آوے تا بعد غروب اس

خود پر فطرہ واجب ہو جائے **مسئلہ** چہٹا اگر پہلے مرجائے بعد شام کے

تو زکوۃ غلام کی مال آقا سے ہوگی اور اگر پہلے شام سے مرجائے تو ورثہ کے

ذمہ پر ہوگی اور اگر آقا قرضدار ہو کہ سارا مال قرض مین چلا جائے اور کچھہ نہ بچے

تو احوط یہ ہی کہ ورثہ فطرہ بندی کا اپنے مال مین سے دین

فصل دوسری فطرہ کے جنس اور وزن اور وقت اخراج مین اور اس

فصل مین کئی فائدے ہین **فائدہ** پہلا جنس مین پس مشہور میان علما یہ ہی

کہ جو کچہہ قوت اسکا غالب ہو اوسی چیز مین سے زکوۃ فطرہ دے اور احوط یہ ہی

کہ گندم یا جو یا خرما یا مویز یا کشک دے اور بہتر یہ ہی کہ خرما دے اور بعد اوسکی

مویز اور بعد اوسکے جو کچہہ کہ قوت اوسکا غالب ہو اور جائز ہے کہ قیمت

انکی روپیہ یا اشرفی یا پیسو نسے دے بلکہ متاع بہی دے سکتا ہی اگرچہ احوط

اول ہے اور جس شہر مین کہ برنج شایع ہون تو برنج دے خصوص جسوقت

کہ گندم اور جو نہون اور اگر قیمت مین جو کے برنج کو دے تو دور نہین کہ بہتر ہو

فائدہ دوسرا بیچ وزن فطرہ کے پس مقدار فطرہ کی ایک صاع ہی ہر شخص کے

یدی اور اوسکو

نکالے اور اگر مچھلی کے

احتیاطاً خمس اوسکا دے اور باقی اوسکا

خمس کیا ہے حیوانات شکاری کو مانند آہو وغیرہ کے اور اگر

جو کہ سابق مالک کے گھر اسنے کچھہ کہایا ہی تو احتیاطاً مالک سے

اوسکا حال بیان کردی چوتہی وہ چیز ہے کہ جسکو غوطہ لگاکر دریا سے نکالین

مثل مروارید اور مرجان وغیرہ کے اور ان چیزون مین نصاب معتبر ہی اور مشہور

یہ ہے کہ نصاب اسکی ایک دینار ہے یعنے ایک اشرفی تام الوزن یا زیادہ

اور اگر کئی غوطہ لگاتی ہون اور ہر غوطہ مین اشیاء مذکورہ نکلین تو سب کو ملاکر

حساب نصاب کا کرینگے ہرچند درمیان مین غواصی ترک کی گئی ہو علی الاحوط

اور اگر کئی آدمی شریک ہون تو چاہتی کہ حصہ ہر ایک کا نصاب کو پہونچے اور اگر

عنبر کو دریا مین سے غوطہ لگاکر نکالا ہو تو حکم مروارید کا رکھیگا اور اگر پانی کے اوپر سے

یا کناری پر سے پای گا تو مشہور یہ ہی کہ حکم معدن کا رکھیگا اور احوط یہ ہی کہ بہرحال

خمس اوسکا دے اور رعایت نصاب کی نکرے پانچوین زیادتی متونت سالانہ

کی ہی یعنی منافع تجارت اور حاصل زراعات اور صناعات سی بعد اخراجات

سالانہ اپنی اور اپنی عیال کے جو کچھہ بچ رہے اوسمین سے خمس دی اور مشہور

یہ ہی کہ میراث اور ہبہ اور ہدیہ مین خمس نہین اور خرچ سالیانہ کا جو نکالے تو

چاہتی کہ بقدر وسعت اور مناسب حال اپنی کے نکالے اور افراط و تفریط سے یعنی

ریاست اوس اسراف

انکا یکا ہی المشہور اور ا

احتیاط یہ ہی کہ جو کچہہ حاصل

اوسکا دی اور اگر اثنا سال مین اس

اور حج بیت اللہ اور زیارات جناب سول خدا و آئمہ ہدی

حاکم جابر از راہ تعدی وظلم کچہہ اخراجات اسکی ذمہ پر مقرر کردی لہذا سب

اخراجات غیر حاکم کو بقدر وسعت مجرا کرے من بعد جو بچے اوسمین خمس

اور حدیث مین وارد ہے کہ اگر کسیکو کسی سے جائزہ اور انعام عظیم حاصل

ہوا ہو یا میراث اوسجگہہ سے کہ گمان نرکہتا ہو ملے یا مال دشمنان

اوسکو پہونچا ہو خمس اوسکا چاہتی دینا اور عمل اس روایت پر بہتر ہے

چھٹے جو زمین کہ یہودی اور نصرانی اور مجوسی مسلمان سے خرید

خمس اوسکا یا اوسکی قیمت کا بر ضاتی ذمہ لین گے اور اگر گھر یا باغ

تو مشہور یہ ہی کہ اوسکی زمین کا بہی خمس لین گے ساتوین اگر مال حرام

مال حلال کے ساتہہ ملجاتی پس اگر مال حرام کے صاحب کو اور اوسکی مقدار

جانتا ہو تو اوسکو پہنچا دے ورالا اوسکا خمس دیکر باقی کو اپنی تصرف مین

لاتی بشرطیکہ مال حرام بقدر خمس کے ہو ورالا اسقدر دے کہ جسقدر مال حرام

اور ظاہر امصرف اسکا مصرف خمس کا ہے اور بعض کے نزدیک

فقراتی غیر سید بہی اسمین سے لی سکتی ہین اور اگر صاحب کو اوس

مال کے جانتا ہو اور مقدار مال حرام کی نہ جانتا ہو تو مالک سے صلح کرے

اور بعض کا قول یہ ہی کہ اس صورت مین خمس صاحب مال کو دیوے

اور بعض نے فرمایا ہے کہ جس مقدار کو جانتا ہو تو صاحب مال کو دیدے